امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت اردو

جلد 2 محرم الحرام 1435ھ بمطابق نومبر، دسمبر 2013ء شمارہ 9

ہاں! یہ ملک و ملت دونوں خطرناک ہیں

عیدالاضحی کی مناسبت سے

عالیقدر امیرالمؤمنین حفظہ اللہ کا پیغام

طالبان کی کامیاب عسکری حکمت عملی

حقیقت... جس سے ہم غافل ہیں

مدّعا میرا، کسی کی آبروریزی نہیں!

سات اکتوبر... افغانستان پر مغربی قوتوں کی یلغار

کیا شام پر حملے کا خطرہ ٹل گیا؟

عوامی رہنما اور علماء مجاہدین کے کردار اور اعمال سے بہت خوش ہیں۔

مرکزی عسکری کمیشن کے نمائندے سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی الله عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ
اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِيْ الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِيْ النَّار ،فَاَمَّا
الَّذِيْ فِيْ الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ
عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِيْ الْحُكْمِ فَهُوَفِيْ النَّارِ وَ رَجُلٌ قَضٰى
لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَفِيْ النَّارِ۔

رواہ ابوداؤد وابن ماجہ

ترجمہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قاضی [حاکمان عدالت] تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک جنت کا مستحق اور دو دوزخ کے مستحق ہیں۔ جنت کا مستحق وہ حاکم عدالت ہے جس نے حق کو سمجھا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور جس حاکم نے حق کو سمجھنے کے باوجود ناحق فیصلہ کیا وہ دوزخ کا مستحق ہے اور اس طرح وہ حاکم بھی دوزخ کا مستحق ہے جو بے علم اور ناواقف ہونے کے باوجود فیصلہ کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ [سنن ابی داؤد، ابن ماجہ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 2 محرم الحرام 1435ھ بمطابق نومبر، دسمبر 2013ء شمارہ 8

مدیر اعلیٰ : ولید افغان

نائب مدیر : سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

رابطہ کے لیے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک..........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات..........30 ڈالر

بنگلہ دیش..........28 ڈالر

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

- ہاں! یہ ملک و ملت دونوں خطرناک ہیں
- عید الاضحیٰ 1434ھ کی مناسبت سے عالیقدر امیر المومنین حفظہ اللہ کا پیغام
- مجاہدین کے لئے لائحہ قسط نمبر 8
- کمیونسٹوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے افغانوں کی فہرست کے اجراء کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ
- سات اکتوبر... افغانستان پر مغربی قوتوں کی یلغار
- کیا شام پر حملے کا خطرہ ٹل گیا؟
- آزادی.....!؟
- مذعا میرا، کسی کی آبرو ریزی نہیں!
- حقیقت...... جس سے ہم غافل ہیں
- مرکزی عسکری کمیشن کے نمائندے حاجی حکمت اللہ سے تفصیلی گفتگو
- ایران امریکہ نئے رابطے مصلحت یا حقیقی پالیسی؟
- نظریات کی کہانی
- طالبان کی کامیاب عسکری حکمت عملی
- فیصلے کی گھڑی آن پہنچی ہے!
- شام کا مرثیہ
- قندھار میں کامیاب فدائی حملہ اور اس کی منصوبہ بندی
- جنگی جرائم [اکتوبر]
- 15 محرم: افغان عوام کی فتح کا دن
- سیاف آج اور کل
- اکتوبر کے مہینے میں کارروائیوں کا جدول

ڈیزائننگ : سلمان بدر

اداریہ

مدیراعلی

ہاں ! یہ ملک وملت دونوں خطرناک ہیں

دشمن کی وہ شکست بہت بڑی ہوتی ہے جس کا وہ خود اعتراف کرے اور شجاعت وبہادری وہ ہوتی ہے جسے مد مقابل تسلیم کرے۔ مورال باختہ اور مجاہدین کے ہاتھوں شکست خوردہ غاصب افواج جو ہمارے وطن سے دم دبا کر بھاگ رہے ہیں اور اطراف وجوانب سے بتدریج اپنے بڑے فوجی اڈوں تک محدود ہوتے جارہے ہیں۔ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اکتوبر کی آخری تاریخ کو جب صوبہ فراہ کی زمین ان کی ناپاک قدموں سے خالی ہورہی تھی تو مغربی افغانستان میں ایساف کے بڑے کمانڈر جنرل میل پلچروں نے بڑے متاسفانہ لہجے میں کہاکہ ہماری فوجوں نے صوبہ فراہ میں دس برس گزارے لیکن اس طویل عرصے میں ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا اور آج حالت یہ ہے کہ خالی ہاتھ یہاں جارہے ہیں۔

صوبہ فراہ سے غاصب افواج کے فرار کے فوراً بعد صوبہ اروزگان سے بھی اسٹریلیا سے تعلق رکھنے والے خونخوار بھیڑیے جانے کی تیاری میں ہیں۔ اسٹریلیا کے وزیراعظم تونی ابوت نے اسی سلسلے میں اروزگان کا ایک غیر اعلانیہ، اچانک اور خفیہ دورہ کیا۔ ترین کوٹ میں اسٹریلین فوج کے مرکزی اڈے میں افغانستان کے جاری جنگ میں اسٹریلین افواج کی شرکت کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں اپنی فوج سے خطاب کرتے ہوئے تونی ابوت نے کہاکہ ہمارے تمام (1500) فوجی کرسمس 2013 تک افغانستان سے چلے جائیں گے، انہوں نے کہاکہ افغانستان کے اس جنگ میں ہمارے 40، فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ [یہ محض ان کا اعتراف ہے جبکہ حقیقت میں مارے گئے فوجیوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے]۔

انہوں نے مزید کہاکہ اتنے بڑے جانی نقصانات اور نیٹو کی مسلسل کوششوں اور اقدامات [وحشتوں اور مظالم] کے باوجود افغانستان آج بھی ایک خطرناک ملک ہے اور اس کے جنگجو [مجاہدین] آج بھی خطرناک ہیں۔

ہاں ! ان کا فرمانا بجا ہے کہ یہ خطرناک لوگوں پر مشتمل ایک خطرناک ملک ہے اس لئے کہ یہ ملک آج تک اس پر دائمی قبضہ اور علاقے کے تمام تر وسائل ہڑپ کرنے کی نیت سے آنے والے 48 غاصب ممالک کے لئے تر نوالہ ثابت نہ ہوسکا۔ اور اس ملک کے جانثاران دشمن کے جدید ترین وسائل، عصری ٹیکنالوجی اور بے دریغ لٹائے جانے والے مال ودولت کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور نہ ہی ان سے خائف ہوئے، بلکہ اپنے ملک وملت، دین وعزت اور سرزمین کی حفاظت ودفاع کے لئے جدید ترین اسلحہ اور ٹیکنالوجی سے لیس ڈیڑھ لاکھ سے زائد فوج کے مقابلے کے لئے خالی ہاتھ میدان میں اترے، اور اپنے رب کی مدد سے نہ صرف یہ کہ اس بڑی اتحاد کے مقابلے میں بارہ برس تک جنگ کو جاری رکھا بلکہ اس طویل جنگ میں دشمن پر کئی کاری ضربیں لگائیں اور ان کو اتنے بڑے جانی اور مالی نقصانات سے دوچار کیا کہ آج یہ بڑا امریکہ اور تمام مغرب اس جنگ سے ہاتھ کھینچنے کی تگ ودو میں ہیں۔ اپنی تمام تر کوششوں پر پانی پھیرنے اور مجبوراً شکست کے اعترافات کرنے لگے ہیں، یکے بعد دیگرے افغانستان سے اپنی فوجیں نکالنے کے اعلانات کررہے ہیں، اور ان شاء اللہ عنقریب ایک بڑی شکست کے ساتھ افغانستان سے بھاگ جانے والے ہیں، دیر صرف اس بات کی ہے کہ یہ راستہ محفوظ اور آبرومندانہ ہو۔

خالی ہاتھوں اتنے بڑے دشمن کو اتنی بڑی شکست دینا بہت بڑی بہادری ہے جس کی تعبیر اسٹریلین وزیراعظم سمیت ہر دشمن خطرناک جیسے الفاظ سے کرتے ہیں۔ افغان قوم بجا طور اس لقب کی مستحق ہے اور ہمیشہ یہی چاہتی ہے اور یہی ان کی تاریخ ہے۔ لیکن براہو غاصب ممالک کے سربراہان کی بھوکی نظروں کا کہ نہ انہوں نے [افغانوں کی گزشتہ تاریخی کارناموں کو چھوڑ کر] اپنے اباء واجداد کے ساتھ افغانوں کی لڑی جانے والی تین بڑی جنگوں کی تاریخ پر نگاہ ڈالی اور نہ ہی روس جیسی بڑی طاقت کی شکست سے کوئی سبق حاصل کیا۔

یقیناً افغانوں کی تاریخ کو یکسر بھلادینا ان کی بڑی غلطی تھی، یہی وجہ ہے کہ آج یہ غاصب ممالک بڑے نقصان سے دوچار ہیں جن میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے۔ مزید جانی ومالی نقصانات سے بچنے کے لئے مناسب اقدام یہ ہے کہ یہ غاصب قوتیں جلد از جلد ہمارے ملک افغانستان سے نکل جائیں، ہم آسٹریلین حکومت کی جانب سے کئے گئے حالیہ اقدام کو موزوں سمجھتے ہوئے دیگر غاصب قوتوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی جلد از جلد اپنی فوجوں کو یہاں سے نکالنے کا بندوبست کرتے ہوئے خود کو اور افغانیوں کو پیش آنے والے مزید نقصانات سے بچائے۔

عیدالاضحی 1434ھ کی مناسبت سے

عالیقدر امیرالمومنین حفظہ اللہ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالی ہی کے لیے ہیں۔ اور درود سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب، دوستوں اوران سب پر جو قیامت تک آنجناب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرنے والے ہیں، امابعد!

فأعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم(یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ) سورۃ الصف.(8) صدق اللّٰہ العظیم

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھادیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔"

اللہ أکبر اللہ أکبر لا إلہ إلا اللہ و اللہ أکبر اللہ أکبر و للہ الحمد

تمام مؤمنین، ہم وطنوں اور پوری امتِ مسلمہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے بڑی عید کے مبارک ایام کی مناسبت سے آپ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی سب کی عبادتیں، خصوصاً حجاج کرام کے حج، مجاہدین کی قربانیاں اور جدوجہد، شہداء کی شہادتیں، قیدیوں کی اسارت اور زخمیوں کی تکالیف اپنے عظیم دربار میں قبول فرمائے۔ اللہ تعالی جل جلالہ سے دعا ہے کہ شہداء کے اہل خانہ کو صبر اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔ اپنے خصوصی فضل وکرم سے اسیروں کو جیلوں سے رہائی دے اور زخمیوں کو شفائے کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ اور ہم سب کو اسلامی نظام، خوشحالی اور سکون جیسے انعامات سے نوازے۔

میرے مسلمان بھائیو!

ہم عیدالاضحی کی خوشیاں ایسے حالات میں منارہے ہیں کہ بشمول ہمارے تمام امت عالمی سطح پر انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہے۔ جہاں ایک طرف پوری امت کے خلاف دشمنوں کی یلغار بپا ہے وہیں سازشوں اور ظالمانہ اعمال کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دوسری طرف عدم اتفاق، ناعاقبت اندیشی، تفرقہ بازی، غداری اور اسلام دشمنوں کے شکنجے میں کسا جانا، ایسے مہلک امراض ہیں جو امت کے جسم میں خوب سرایت کرچکے ہیں۔

حج کے اس مبارک اور عظیم اجتماع سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ دشمن کے پروپیگنڈے، شیطانی افکار، بے بنیاد شکوک وشبہات، قومی، لسانی، علاقائی، نسلی، مذہبی اور دیگر تعصبات کو ذہنوں سے نکال پھینکیں، اور نفس پرستی، ناعاقبت اندیشی اور تفرقہ بازی کی ذہنیت کو اپنے سے دور کریں، صرف اور صرف اسلامی شعار تلے ایک دوسرے سے ہمدردی اور خیر خواہی کا مظاہرہ کریں اور امت کی ناگفتہ بہ صورتحال اور تمام مشکلات کا حل اسی راستے سے طلب کریں۔ آیئے! اسلام پر مضبوطی سے جمے رہیں اور اسلام کے راہنما اصولوں کے تحت نجات کی حقیقی راہ تلاش کریں۔

اے راہ حق کے بہادر اور سرفروش مجاہدو!

اولاً اللہ جل جلالہ کی مدد ونصرت پھر آپ لوگوں کی بے دریغ قربانیوں اور عوام کے مضبوط تعاون کے نتیجے میں جارحیت پسند دشمن کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ صبح نواب ان شاء اللہ عنقریب ہونے کو ہے۔ آپ لوگ کو چاہیے کہ یہ لمحات اپنے رب کا شکر اداء کرنے اور اپنی عوام کی خدمت میں صرف کریں، تاکہ ہم مزید عنایاتِ الٰہی کے مستحق ٹھہر سکیں۔

مجاہدین کو میری نصیحت ہے کہ حملہ آور دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اوران پر تابڑتوڑ حملے جاری رکھیں۔ اپنے مجاہد عوام سے قربت کو مزید

بڑھائیں، تاکہ اس عظیم مقصد کا حصول ممکن ہو سکے، جو اہل افراد پر مشتمل ایک ایسے خود مختار اسلامی نظام کا قیام ہے، جس میں تمام افغانوں کی نمائندگی شامل ہو گی۔ اور جس کے حصول کے لیے سالہا سال سے ہم نے اپنا مقدس جہاد جاری رکھا ہوا ہے۔

مومن افغانو!

میں بڑی عید کے ان مبارک لحات میں نامساعد ملکی حالات کے حوالے سے چند باتیں آپ کے گوشِ گزار کرنا چاہوں گا:

(جیسا کہ آپ جانتے ہیں) گزشتہ بارہ سالہ جارحانہ یلغار نے ہزارہا افغانوں کا ناحق خون بہایا، اور انھیں جیلوں میں ڈالا گیا۔ دیہات، شہر، مدارس اور مساجد بمباری کا نشانہ بنے، آئے روز مسلمانوں کے مقدسات خصوصا قرآن کریم کی بے حرمتی کی جاتی رہی، ہمارے ملک کی اہم کانوں اور معدنیات کو لوٹ لیا گیا، عوام کے سر پر ایک ایسی بے صلاحیت اور بے کفایت انتظامیہ مسلط کر دی گئی جس کے اعلی حکام نہ صرف انتظامی کرپشن، غبن، زمینوں پر ناجائز قبضے، منشیات کی کاشت و کاروبار، جنگلات، کانوں اور نوادرات کی فروخت میں منظم انداز میں ملوث ہیں۔ ان کے یہ سرکاری جرائم غارت گری کے منصوبہ بند پروگرام کا حصہ ہیں۔

یہ لوگ چاہتے ہیں اس طریقے سے اپنے طویل قیام کی راہ ہموار کریں اور افغانوں کو ہمیشہ کے لیے دست نگر بنا ڈالیں۔ اسی طرح ثقافت، ذرائع ابلاغ اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے بھی ایسے پروگرام شروع کیے گئے ہیں جن کے ذریعے عوام کو ذہنی پسماندگی اور فکری بے راہ روی کا شکار بنایا جاتا ہے۔

جارحیت پسندوں کے پیسوں سے سے چلنے والے ذرائع ابلاغ کی ساری توجہ اس بات کی طرف مبذول ہے کہ خواتین اور جوانوں کے حقوق کے نام پر بے حجابی اور مخلوط مغربی کلچر افغان عوام پر مسلط کیا جائے، اور انھیں اپنے اسلامی اصولوں اور قومی کلچر سے بیگانہ کر دیا جائے۔ ان ذرائع ابلاغ ہی کے ذریعے عوام میں قومی، علاقائی اور لسانی نفرتوں کو ہوا دی جاتی ہے، اور ان کے آپس کا اتحاد و اتفاق پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تاکہ ان کا یہاں مستقل قیام اور جارحیت آسان ہو اور اسے دوام ملے۔

کابل انتظامیہ اور جارحیت پسند نہ صرف اندرونی طور پر افغانستان کی تباہی کے ذمہ دار ہیں بلکہ استعماری معاہدوں پر دستخط کر کے انھوں نے خطے میں اور عالمی سطح پر افغانستان کی حیثیت کو غیر یقینی صورتحال سے دوچار کر کے جنگ کو طول دینے کا جواز فراہم کیا ہے۔ بایں وجہ جارحیت پسندوں اور ان کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ اسٹریٹیجک (تزویراتی) معاہدے پر دستخط ان کے لیے تباہ کن ثابت ہو گا۔ وہ چاہے جتنے بھی خود ساختہ جعلی "لویہ جرگوں" سے اس پر تائیدی مہر ثبت کروائیں مگر افغانوں کے ہاں ایسے معاہدوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیوں کہ اس ملک کے حقیقی نمائندوں اور حقیقی لویہ جرگوں نے اپنی غلامی کے ایسے معاہدوں پر کبھی دستخط نہیں کیے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں اس ملک کا نمائندہ لویہ جرگہ نہیں کہا جاسکتا، اس لیے ان کے فیصلے بھی قابل قبول نہیں۔

چنانچہ اپنی دینی، قومی اور انسانی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے، افغانستان کی بقاء اس خطے اور دنیا کو امن کی ضمانت دینے، عوام کو آزادی و سرخروئی اور سیاسی استقلال بخشنے اور ان خطرناک حالات سے نجات دلانے کے لیے تمام افغانوں کو ہاتھوں میں ہاتھ دینا ہو گا۔ جارحیت کے خاتمے اور ان تمام بدبختیوں، ناگواریوں اور شرمناک حالات کے خاتمے کے لیے مشترکہ کوششیں کرنی ہوں گی، اور ایک خود مختار اسلامی افغانی نظام کے قیام کے لیے حالات ساز گار بنانے ہوں گے

یاد رہے کہ جارحیت کے سائے تلے انتخابات کے نام سے عوام کو بے وقوف بنانے کا جو سلسلہ جاری ہے افغان عوام کبھی اس دھوکے میں نہ آئیں گے۔ کیوں کہ اس عمل میں جو لوگ پھرتیاں دکھا رہے ہیں یہ وہی چہرے ہیں جنھیں اسلامی اور قومی مفادات کی بجائے جارحیت پسندوں کے اور اپنے ذاتی مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ حتی کہ بعض تو اقتدار کے حصول کی خاطر کفار کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے مقدس دین اور احکام میں تحریف کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

عوام جانتے ہیں کہ چند بیرونی آلہ کار ان کے مستقبل سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں، انتخابات میں ان کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی انھیں ان انتخابات میں شمولیت کا کوئی فائدہ ہو گا۔ اسی بناء پر امارت اسلامیہ ان انتخابات کو مسترد کرتی ہے اور عوام سے مطالبہ کرتی ہے کہ ان انتخابات میں شرکت نہ کریں۔ کیوں کہ یہ ایک ڈرامہ ہے جسے جارحیت پسند اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے رچانا چاہتے ہیں۔

امریکا اور اس کے اتحادیوں کو دراصل انتخابات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، انھیں وہاں انتخابات میں دلچسپی ہوتی ہے جہاں ان کے مقاصد کی تکمیل ہو، جہاں مقاصد کا حصول ممکن نہ ہو وہاں سازشوں کے ذریعے معاشروں کو عوامی حکومت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں، اور مصر کے انتخابات کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ سب نے دیکھا کہ منتخب حکومت کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟؟ مصالحت کے ذریعے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے والے ہزاروں مصری مسلمانوں کو انتہائی وحشیانہ مظالم سے شہید اور زخمی کیا گیا، اور جیلوں میں ڈالا گیا، یہ سلسلہ اب بھی جاری وساری ہے اور جمہوریت کی علمبردار حکومتیں اس کا تماشہ دیکھ رہی ہیں۔

غیرت مند افغانیو!

حال ہی میں کچھ روز قبل جارحیت پسندوں اور اتحادیوں نے کوشش کی کہ اسلامی ملک کی محترم سرحدوں کا دفاع اور ان جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور مزاحمت کو ایک غیر شرعی عمل ثابت کیا جائے۔ افغان سرزمین پر ہونے والی بیرونی جارحیت سے عوام کی توجہ ہٹائی جائے اور جارحیت پسندوں کے خلاف مزاحمت کو افغانوں کی آپس کی جنگ قرار دیا جائے۔ یہ لوگ سورج کو دو انگلیوں سے چھپانا چاہتے ہیں!

کابل انتظامیہ چند پروردہ چہروں کی نمائشی کانفرنسوں کے ذریعے افغانستان کے خلاف 49 ممالک کے باقاعدہ منظم فوجی تسلط اور ہمہ پہلو جارحیت کو بدعنوان توجیہات کے ذریعے جواز بخشنا چاہتی ہے۔ مگر ان کانفرنسوں کے میزبانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ اب ان شاء اللہ، پروردگار کی نصرت سے افغان عوام کی فتح کے دن قریب آچکے ہیں۔ جارحیت پسندوں کی شکست اور اسلامی نظام کی حاکمیت انتہائی قریب تر ہے۔ اس لیے اس طرح کی ناکام اور بے جا کوششوں کا انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جارحیت پسندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے محدود اڈے بھی کسی صورت قابل قبول نہ ہوں گے، اور اس کے مقابل مسلح جہاد اور بھی مضبوط ہوگا افغان مجاہد عوام الحمد للہ اب حقائق کا خوب ادراک کر چکی ہے، وہ تمھاری سازشوں کا کبھی شکار نہ ہوگی۔ ہم ان تمام لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں جو جارحیت پسندوں کی حمایت کرتے ہیں یا نادانستہ ان کی صفوں میں کھڑے ہیں کہ اپنے ہزاروں ساتھیوں کی طرح کفار کے تعاون سے دستبردار ہوجائیں!، امارت اسلامیہ کے دروازے ہر وقت ان کے لیے کھلے ہیں۔ کفار کی صف میں مرکر اپنا دین ودنیا تباہ کرنے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اپنی عوام کے شانہ بشانہ مزاحمت کے لیے کھڑے ہوجائیں۔ تاکہ زندگی اور موت "دونوں" سب کے لیے باعث فخر ہوں۔

ہم اپنے مجاہدین سے التماس کرتے ہیں کہ علماء کرام، قومی رہنماؤں، بزرگوں اور معززین کے توسط سے نیشنل آرمی، پولیس اور اربکیوں (قبائلی لشکر) کے اہلکاروں کو سمجھائیں تاکہ وہ جارحیت پسندوں کی صفوف سے نکل کر عوامی صفوں میں آجائیں، اور آزادی اور اسلامی نظام کے قیام کی قابل فخر تاریخ میں شریک ہوجائیں۔

اے مومن ہم وطنو!

امارت اسلامیہ افغانستان تمام افغانوں کو یقین دلاتی ہے کہ وہ وطن کی آزادی اور ایک خودمختار اسلامی نظام، جس میں افغانستان کے تمام طبقات کی نمائندگی شامل ہوگی، کے قیام کے لیے کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ عوام کی خوشحالی، ترقی اور اجتماعی انصاف، بلاکسی تفریق کے اہل افراد کو ذمہ داری سونپنا ہماری پالیسی کے بنیادی نکات ہیں۔

عوام کے تمام حقوق کی ضمانت، خطے اور دنیا بھر کے ممالک خصوصاً پڑوسیوں سے جانبین کے احترام، اسلامی اصولوں اور قومی مفادات کی روشنی میں بہتر تعلقات کا قیام، ملک کے بنیادی مسائل خصوصاً اقتصادیات اور صنعت وتجارت پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ معاشرے میں ایسا ایک نظام بروئے کار لایا جائے گا جو عوام اور ملک کی مادی اور روحانی ترقی کے لیے کام کرے گا۔

عالمی دنیا سے رابطوں کے لیے صرف امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کی ذمہ داری لگادی گئی ہے۔ اس حوالے سے اگر کسی اور جگہ پر طالبان کے نام پر کوئی دفتر کھولنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ امارت اسلامیہ کے نمائندگی ہرگز نہ ہوگی۔ غیر نمائندہ افراد سے رابطے محض وقت کے ضیاع سے زیادہ کچھ نہ ہوں گے۔

اسی طرح اگر امارت اسلامیہ کے باقاعدہ متعین شدہ ترجمانوں یا سیاسی دفتر کے ذمہ داران کے علاوہ کوئی اور شخص امارت اسلامیہ کے نام پر امارت اسلامیہ کی پالیسی بیان کرتا پھرتا ہے یا سیاسی دفتر کے علاوہ کوئی اور مخالفین سے رابطے کی کوششیں کرتا ہے یا کوئی امارت اسلامیہ کے نام سے انتخابات کی حمایت کرتا ہے تو وہ ہمارا نمائندہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم سے وہ مربوط ہے، بلکہ ایسے لوگوں کی جانب سے یہ سب کچھ محض ذاتی شہرت اور مادی فوائد کے حصول کی خاطر کیا جارہا ہے۔

آخر میں ایک بار پھر تمام ہم وطنوں اور امت مسلمہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور صاحب حیثیت بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خوشی اور قربانی کی اس عید میں اپنے بے سہارا اور غریب بھائیوں، شہداء اور قیدیوں کے اہل خانہ کو اپنے تعاون اور نیکیوں میں مت بھولیں!، جہاں تک ممکن ہوسکے ان سے تعاون کو یقینی بنائیں۔

مجاہد بھائیوں سے گزارش ہے کہ اپنی مہربان، غیور، محب اسلام اور محب وطن عوام سے قربت، بہتر تعلقات، شفقت، محبت اور خدمت کارشتہ مزید مضبوط بنائیں، اور (راہنمائی کے لیے) دیے گئے اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔

والسلام

خادم اسلام امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد

۸/۱۲/۱۴۳۴ ھ ق

۱۳/۱۰/۲۰۱۳ م

امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین کے لیے

لائحہ

(قسط نمبر 8)

گذشتہ سے پیوستہ : قارئین کرام! لائحہ کے عنوان سے امارت اسلامیہ کی جانب سے مجاہدین کے لیے مرتب اصول و ضوابط کا ترجمہ قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ قسط نمبر 8 ملاحظہ فرمائیں۔

۴۷۔ صوبائی اور ضلعی کمیشنز اپنے دیگر امور کے ساتھ اس بات کی نگرانی بھی کریں گے کہ مجاہدین کی صفوں میں برے لوگ داخل نہ ہو جائیں۔ اور اگر کبھی ایسا ہو جائے ایسے لوگوں کے بارے میں صوبائی سربراہ کو مطلع کیا جائے۔ مجاہدین کے آپس اختلاف یا عوام کے ساتھ مجاہدین کے پیش آنے والے اختلافات کے حل کے لیے کوشش کریں گے۔ امارت اسلامیہ کے تمام فرامین اور لائحوں پر عمل درآمد کی نگرانی کریں گے۔ سستی کرنے والوں کو اس جانب متوجہ کرنے اور ان کے اصلاح کی کوشش کی جائے گی ۔ اصلاح کا اثر قبول نہ کرنے کی صورت میں صوبائی سربراہ کو مطلع کیا جائے۔

۴۸۔ عسکری، صوبائی اور ضلعی کمیشنز کے کسی بھی رکن یا اس کے دوستوں کے ساتھ عام لوگوں یا مجاہدین کا کوئی ایسا اختلافی مسئلہ آجائے جس کا حل اسی کمیشن کو دیا جائے جس میں وہ شامل ہے، تو ایسے خاص مسئلے کے دوران اس مدعی علیہ رکن کو فریق بنایا جائے۔ اور اس مسئلے کے حل کے لیے کمیشن کے جو بھی اجلاس ہوں گے اس میں شریک نہ کیا جائے

۴۹۔ صوبائی کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ کمیشن کے ارکان کی ایسی ترتیب بنادیں کہ وہ مہینے میں ایک بار متعلقہ صوبے میں مجاہدین کے تمام اطاقوں اور ٹھکانوں میں جاکر مجاہدین کی اطاعت ، تقوی ، اخلاق اور ان کے سرگرمیوں کی نگرانی کریں۔

۵۰۔ مجاہدین کی صفوں میں اگر کوئی شخص کسی جرم کا مرتکب ہو جائے، اور یا بار بار لائحے کے خلاف عمل کرے۔ یا گروپ سربراہ یا ضلعی کمیشن کسی جرم کی بنا پر اسے مجاہدین کی صف سے نکال دے تو ایسے مجرم کا معاملہ صوبائی کمیشن کے حوالے کیا جائے گا۔ صوبائی کمیشن انتہائی باریک بینی سے اس کا جائزہ لے گا۔ اگر واقعی جرم اخراج کے قابل ہو تو صوبائی کمیشن ضلعی سربراہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ دے گا۔ صوبائی سربراہ کے فیصلے کے بعد کسی شخص کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ مذکورہ شخص کو پھر سے مسلح کردے یا اس سے کسی قسم کا تعاون کیا جائے۔ اور اگر وہ توبہ کرکے پھر نئے خلوص اور جذبے کے ساتھ مجاہدین کی صف میں شامل ہونا چاہے تو صوبائی اور ضلعی سربراہان کے اتفاق سے اسے پھر سے صف میں شامل کیا جاسکتا ہے ۔

ایسا شخص اگر گروپ سربراہ، ضلعی سربراہ، ضلعی معاون یا کوئی اور ذمہ دار ہو تو صوبائی کمیشن کے ذریعے ایسے شخص کو مرکزی عسکری کمیشن کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ عسکری کمیشن کو اختیار ہے کہ ایسے شخص کو بلاکر تنبیہ کرے، یا طلب کرکے نصیحت سے سمجھائے۔ اور اگر اس طرح سے اصلاح نہ ہو تو غیر مسلح کرنے یا مجاہدین کی صف سے نکالنے کا فیصلہ دے کر قیادت کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایسے اشخاص اگر تائب ہو جائیں تو پھر سے ذمہ داری اور فرائض کی حوالگی کے حوالے سے عسکری کمیشن اور صوبائی سربراہ کا اتفاق ضروری ہے۔

جاری ہے۔۔۔۔

کمیونسٹوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے افغانوں کی فہرست کے اجراء کے حوالے سے

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

حال ہی میں کمیونسٹ انتظامیہ کی جانب سے ڈھائے گئے مظالم اور ایک بڑے جرم کا ثبوت سامنے آیا ہے۔ وہ یہ کہ سابقہ کمیونسٹ انتظامیہ کے انٹیلیجنس ادارے "اگسا" کی جانب سے 5000 مظلوم مسلمان ہم وطن جرم مسلمانی میں اجتماعی طور پر شہید کردیے گئے تھے۔ جن کی فہرست حال میں جاری کی گئی ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان مسلمان عوام شہداء کے سچے وارث کے طور پر ایک بار پھر انتہائی شدید الفاظ میں اس کی مذمت کرتی ہے۔ مجرموں کے محاکمے کا مطالبہ کرتی ہے اور شہداء کے ورثاء، رشتہ داروں اور خاندانوں سے دل کی گہرائیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ امارت اسلامیہ نے اپنے دور حکومت میں ان شہدا کے مسئلے پر خصوصی توجہ دی تھی۔ کابل کی فتح کے پہلے روز اس المناک سانحے کے بعض مشہور مجرموں اور عاملین کو ان کے عمل کی سزا دی تھی۔ اسی طرح اس دور میں امارت اسلامیہ نے ایک اور بڑا اور مثالی قدم اٹھایا تھا جس میں سپریم کورٹ اور ملک کے جید علماء کی تحقیق و تفتیش کے بعد ان شہداء کا شرعی حکم معلوم کیا گیا۔ اور ایک فرمان میں عالیقدر امیر المومنین کی جانب سے کمیونسٹ دور میں تمام لاپتہ ہونے والے افغانوں کو شہید قرار دیا گیا۔ ان کی فاتحہ خوانی کی گئی۔ ان کی بیواؤں اور میراث کے حوالے سے شریعت کے احکام کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔ اس دور میں اس طرح کا ایک اور واقعہ بھی ہوا جس میں امارت اسلامیہ کے ہوائی فوج نے اسلحے اور عسکری آلات سے بھرا ایک روسی طیارہ قندہار میں اتار لیا تھا۔ طیارے کا روسی عملہ گرفتار لیا گیا۔ اس واقعے میں امارت اسلامیہ نے روسیوں پر شدید دباو ڈالا کہ ان کی جیلوں میں جتنے بھی افغانی قید ہیں سب کو رہا کیا جائے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ انتہائی تحقیق اور تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا۔ بلکہ کمیونسٹوں نے سب کو شہید کر دیا تھا۔ ہم اس اعلامیے کے ساتھ شہداء کے حوالے اس دور کے سلسلہ فرامین نمبر 43 بھی نشر کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو اس حوالے سے مکمل معلومات حاصل ہوں۔

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۹/۱۱/۱۴۳۴ھ۔ق

۱۳۹۲/۷/ھ۔ش۔۔25/9/2013م

سات اکتوبر....

افغانستان پر مغربی قوتوں کی یلغار

برائے نام اور ناقابل قبول شواہد اور دلائل کی بنا پر امریکہ کی سربراہی میں نیٹو افواج نے جدید ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر ۱۵ میزان یا تلی ۱۳۸۰ھ بمطابق 7 اکتوبر 2001ء کو خود مختار اسلامی ملک افغانستان پر فوج کشی کی۔ فضا اور زمین سے نہتے افغانوں اور پر امن اسلامی امارت کی حکومت پر وحشیانہ بمباری شروع کی۔

وہ وقت افغان قوم اور مجاہدین کے لئے اس لئے المناک تھا کہ انہوں نے منہ موڑلیا اور دشمن کی صف میں کھڑے ہوگئے، کل تک امریکہ اور مغرب کو کافر اور مشرک سمجھنے والے جہادی رہنما آج ان کے ساتھ مل کر مجاہدین کے خلاف لڑ رہے تھے۔

افغان قوم اس وقت اپنے مجہول مستقبل کے پیش نظر B52 جنگی طیاروں کے ڈیزی کٹر بموں، بارود اور آگ و خون کا سامنا کر رہی تھی یہاں تک کہ کئی حساس لوگ حواس کھو بیٹھے، ایک اللہ کے علاوہ اور کوئی آسرا انہیں تھا۔ لیکن طاقت کے بل بوتے پر مغرور مغربی قوتیں نہتے شہریوں، بچوں، بوڑھوں اور معصوم خواتین کی چیخ و پکار سے لطف اٹھاتی رہیں۔

اس وقت مغرب کی جدید ٹیکنالوجی کے دلدادہ بہت سارے طاغوت نواز لوگوں کی آنکھیں یہود و ہنود کے منتر و جادو سے بند ہوگئیں اور انہیں سبز باغ دکھا دکھا کر ورغلایا گیا، کسی کو ترقیاتی کاموں کا آسرا دیا گیا، کسی کو خواتین کے حقوق کے نام پر بے وقوف بنانے کی کوشش کی گئی اور کسی کے ساتھ صنعتی ترقی کے جھوٹے وعدے کئے گئے، آج ان سے تہذیب چھین لی گئی، اسلامی ثقافت اور افغانی اقدار مسخ ہوگئے، نئی نسل کو بے راہ روی میں مبتلا کرنے اور گمراہ بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مقصد اسلامی نظام کا خاتمہ تھا اور اسی جنون نے انہیں ہزاروں کلومیٹر دور اپنے شیش محلوں سے جنگ زدہ تباہ ملک افغانستان لانے پر مجبور کیا۔ ورنہ طالبان تو مادی لحاظ سے اتنے مضبوط بھی نہیں تھے کہ واشنگٹن، لندن اور فارس تک پہنچ جاتے بلکہ وہ تو روس کے تربیت یافتہ جرائم پیشہ عناصر سے ملک کے شمالی صوبوں میں نبرد آزما اور مصروف تھے۔

پیارے ملک پر مغربی کفری قوتوں کی یلغار نے یہ واضح کر دیا کہ انہیں دنیا کے کسی کونے میں بھی اسلامی نظام حکومت قابل قبول نہیں، خواہ جس بہانہ سے بھی ہو، تمام طاغوتی قوتیں اسلامی حکومت کے خاتمے کے لئے متحد ہو جائیں گی، اگرچہ وہ جمہوری طریقے سے منتخب عوامی حکومت ہو لیکن جب وہ اسلامی قوانین کی پاسداری کرے گی تو اس کا حشر ایسا ہو گا جیسا کہ ہم نے اس کا مشاہدہ عراق، صومالیہ، مالی اور اب مصر میں کیا کہ کس طرح ایک منتخب عوامی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

خوش قسمتی سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بخوبی معلوم ہوا کہ افغان قوم اپنے دین اسلام سے بے پناہ محبت رکھتی ہے اور جارح غیر ملکیوں سے نفرت کرتی ہے، یہی دو عوامل تھے جن کے سبب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان سے 2014 تک راہ فرار اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اب بتدریج ان کی واپسی کا عمل تیزی سے شروع ہے اور انشاء اللہ اس جہادی سرزمین پر انہیں سکون سے رہنے نہیں دیا جائے گا۔

یہ تلخ حقیقت ہے کہ افغان قوم نے ایک بار پھر لازوال قربانیاں دیں، لیکن یہ حقیقت بھی ناقابل فراموش ہے کہ اسی مجاہد قوم نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس صدی کے سپر پاور کی طاقت کو شکست دی اور رواں صدی کے مسلمانوں کی قیادت اور امامت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

جب ہم پندرہ میزان [بمطابق 7 اکتوبر] کے دن قابض افواج سے اظہار نفرت کرتے ہیں اور انہیں اور ان کے حواریوں کو افغانستان کی خود مختاری اور عظمت کے دشمن قرار دیتے ہیں تو ایسے میں اپنے مجاہد عوام کو قابض افواج کے خلاف مقدس جہاد کا فریضہ انجام دینے کے نتیجے میں فتح اور کامیابی حاصل کرنے پر مبارک باد بھی پیش کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ جس طرح سوویت یونین کو شکست فاش دی اسی طرح ہمارے غیور مجاہد عوام نے اس صدی کے جابر قوتوں کو بھی حیرت انگیز شکست دیکر مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کرنے کا شرف حاصل کیا، وہ دن دور نہیں کہ قابض افواج مکمل طور پر رسوا کن حالت میں افغانستان سے نکل جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالی

کیا شام پر حملے کا خطرہ ٹل گیا؟

تحریر: شہید نوری

شام پر حملہ کرنے کے لئے امریکہ اور اس کے اتحادی جس قدر بے قرار تھے اور اوباما کی بھڑکیوں سے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ بہت جلد شام پر امریکہ حملہ کرنے والا ہے لیکن امریکہ اور روس کے درمیان بڑھتے ہوئے اختلافات کی وجہ سے صورتحال تبدیل ہوگئی اور جلد ہی حملے کا خطرہ ٹل گیا۔

کیا فضا بدل گئی اور حملے کا خطرہ ٹل گیا؟ جس نے امریکی تاریخ پڑھی ہو، اس کے عزائم اور ارادوں سے اگاہ ہو، مشرق وسطی کے لئے اس کی پالیسی سے واقف ہو، ۲۰۰۵ میں سی آئی اے کے اعلی حکام کی جانب سے دیا گیا یہ بیان یاد ہو جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اسلامی دنیا بالخصوص مشرق وسطی کا نقشہ تبدیل کریں گے جس کی ابتداء شام سے کریں گے، امریکہ کے لئے خطے کی سٹریٹجک اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس میں بھی شک نہیں کہ امریکہ کی پالیسی یہودیوں کی مرضی سے بنتی ہے اور اسرائیل کی مرضی کی بغیر کوئی بھی پالیسی مرتب نہیں ہوتی اور اس میں بھی شک نہیں کہ خطے کے ممالک کے ساتھ اسرائیل کے تنازعات برقرار ہیں اور مستقبل میں بھی اسرائیل اور ہمسایہ ممالک کے درمیان کشیدگی برقرار رہے گی۔ ان حالات کو سامنے رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ شام پر ضرور حملہ کرے گا لیکن اس کے لئے اسے مناسب وقت موقع کے انتظار میں ہے۔

ہاں یہ حملہ افغانستان اور عراق کی طرح نہیں ہوگا یہ صرف فضائی حملہ ہوگا، مسلمانوں اور مجاہدین کے خوف سے امریکہ کبھی بھی شام کی سرزمین پر اپنی فوجیوں کو اتارنے کی حماقت نہیں کرے گا اور اگر فوجیوں کو اتارنے کا فیصلہ کیا تو وہ بھی گولان پہاڑوں پر تاکہ اسرائیل کو مجاہدین کے ممکنہ حملے سے محفوظ رکھا جائے۔

سچ یہ ہے کہ امریکہ کی جانب سے ممکنہ حملہ نہ تو غوطہ نامی علاقے میں شامی حکومت کی کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال اور اس میں ۱۴۰۰ سو بچوں کی ہلاکت سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اس حوالے سے جلدی میں فیصلہ کیا ہے۔

یہ بھی سچ ہے کہ شام کی حکومت کی جانب سے کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال اگر حقیقت بھی ہے تو یہ پہلی بار نہیں ہوا بلکہ شام میں ظلم کا سلسلہ چودہ دہائیاں قبل شروع ہوچکا تھا، شام پر والد اور بیٹے حافظ الاسد اور بشار الاسد کی حکمرانی کے ۴۳ سال مکمل ہونے کو ہیں، ان کا تعلق نصیریہ فرقے سے ہے جو مسلکاً شیعہ ہے لیکن عملاً وہ عقیدے کے لحاظ سے اتنے بگڑ چکے ہیں کہ خود شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی انہیں مسلمان تسلیم نہیں کرتے، شام میں اس فرقے کے پیروکاروں کی تعداد ۱۲ فیصد ہے لیکن پھر بھی شام پر ان کی حکمرانی چل رہی ہے، سنی مسلمانوں کو غلطی سے بھی کسی بڑے عہدے پر ترقی نہیں دی جاتی، حافظ الاسد اور بشار الاسد کے دور حکومت میں تو تقریبا تمام عرب دنیا پر آمر مسلط تھے لیکن اسدیوں کی آمریت بے مثال اور حیران کن تھی، سربراہ کی خواہش اور رائے کو قانون سمجھا جاتا تھا یہاں پر صحیح معنوں میں جنگل کا قانون تھا، انسانی حقوق پاؤں تلے روندے جاتے تھے، حافظ الاسد کے تیس سالہ دور حکومت میں مسلمانوں اور ان کی سیاسی قوت اخوان المسلمین کے ساتھ روا رکھے جانے والے مظالم ناقابل فراموش ہیں۔

بدقسمتی سے علیانہ اور نصیریانہ عقائد کے باعث شام کے تمام حکمرانوں کا فکری تعلق بعث پارٹی کے ساتھ تھا، بعث پارٹی کے نصب العین اور نظریات کو وسعت دینے کی خاطر نہ صرف مسلمانوں کو خود منظم کرنے کی اجازت تھی بلکہ ایک منصوبے کے تحت ان تمام اسلامی شعائر اور اقدار کے خاتمے کی بھی کوششیں کی گئیں جو مسلمانوں کی عظمت اور تاریخی قوت سمجھی جاتی تھی۔

مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کی وجہ سے انہیں روس کی حمایت بھی حاصل تھی اور امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے لئے بھی قابل قبول تھے، بیک وقت انہیں روس کی جانب سے عسکری اور مغرب کی جانب سے مالی امداد کی

عنایت حاصل تھی۔

یہاں آزادی تھی نہ ہی جمہوریت، انسانی حقوق کھلم کھلا پامال کئے جارہے تھے مغربی دنیا کو سب کچھ پتہ تھا لیکن امریکہ اور مغربی دنیا نے نہ صرف خاموشی اختیار کر رکھی تھی بلکہ کسی اقدام کی بجائے اس کی حمایت کر رہی تھی۔

اسی طرح شام میں گزشتہ دو برس کے دوران جو تباہی ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، فضائی حملوں اور بم دھماکوں سے کتنی ہلاکتیں ہوئیں، اب تک اس جنگ میں ایک لاکھ دس ہزار افراد لقمہ اجل بنے، جن کی اکثریت مسلمانوں کی ہے جو بمباریوں اور فوجی کارروائیوں میں نشانہ بنے، سات ملین لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوگئے، دیگر ممالک ہجرت کرنے والوں کی تعداد ساڑھے تین ملین سے اوپر ہے اور چار ملین بچے خوراک کی قلت اور دیگر مشکلات سے دوچار ہیں، اقوام متحدہ کے شعبہ مہاجرین کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ۱۹۹۴ میں نسلی بنیادوں پر روانڈا کے قتل عام کے نتیجے میں ہجرت کرنے والوں کے بعد شام کے مہاجرین کی تعداد زیادہ ہے۔

اب بھی شام میں ہر ماہ پانچ ہزار افراد مارے جاتے ہیں جو بڑا انسانی المیہ ہے، یہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور نہ ہی یہ سب کچھ کسی ایک دن میں ہوا بلکہ ڈیڑھ برس سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ یہ سلسلہ جاری ہے، کسی نے بھی اس کی روک تھام کے لئے کوئی عملی اقدامات اٹھانے کی جرأت نہیں کی، نہ اسلامی دنیا نے کوئی اقدام اٹھانے کی کوشش کی، نہ اقوام متحدہ نے اور نہ ہی امریکہ اور مغربی دنیا نے مخلصانہ کوشش کی۔

دنیا اور بالخصوص امریکہ کو کوئی بحران نظر نہیں آیا اور نہ ہی کوئی اقدام اٹھانے کی ضرورت محسوس کی بلکہ اس کے برعکس شام کا مسئلہ سیاسی لحاظ سے حل کرنے کی ہر کوشش کی مخالفت اور روک تھام کی جس کے باعث اسے عالمی دنیا کی تنقید کا سامنا بھی ہوا، امریکہ اور یورپ کے جاسوسی اداروں نے شام کے مسئلے کا سیاسی حل نکالنے کی راہ میں اس لئے رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی تاکہ بشار الاسد کی فوج کی جانب سے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے، شامی حکومت کو ایران کی حمایت اور حزب اللہ کو درمیان میں پھنسانے کی صورت میں مشرق وسطی میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے راہ ہموار کرنا، عرب کا اتحاد پارہ پارہ کرنا، ان کی اسلامی اور قومی اقدار اور تہذیب کو مسخ کرنا، اسرئیل کے نام سے غاصب ملک کی راہ میں تمام رکاوٹوں کو ختم کرنا اور بغیر کسی مزاحمت کے غاصب ملک ہمیشہ کے لئے پرامن اور کسی دباؤ اور خطرے سے محفوظ رکھنا ہی اہم اہداف تھے۔

امریکہ کے عزائم اور اہداف جب بشار الاسد کی صورت میں بغیر کسی اخراجات کے مکمل ہو رہے ہوں تو اس حکومت کو ختم کرنے کی کیا ضرورت ہے، اتنی بڑی تمہید باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ غوطہ نامی علاقے میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال سے چودہ سو بچوں کی ہلاکت پر واویلا کرنے والا امریکہ اس سے قبل مظالم اور ہلاکتوں پر کیوں خاموش تھا؟ اگر کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال ممنوع ہے تو کیا بمباری کے ذریعے قتل عام جائز ہے؟

امریکہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور دنیا کو غلانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہے، اب ہر کوئی جانتا ہے کہ کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال صرف امریکہ کا بہانہ ہے، شام پر حملہ مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ اور اسلام اور امت مسلمہ کے خاتمے کے لئے شروع کی گئی جنگ اور مہم کا حصہ ہے۔

اسلامی ممالک پر حملہ کرنے کے لئے امریکہ کے منصوبوں اور سازشوں میں یہ کامیاب طریقہ کار ہے کہ وہاں اپنے حامیوں کے ذریعے داخلی کشمکش اور شورش برپا کر کے اس ملک کے حکمرانوں کو ان کے خلاف طاقت کا استعمال کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے، پھر امریکہ نہ صرف حکمرانوں کے مظالم پر خاموش رہ کر بلکہ در پردہ حمایت کر کے دوسرے اور تیسرے مرحلے میں انہیں فوجی اور مالی امداد بھی دیتا ہے، پھر مناسب وقت پر امریکہ کسی بڑی خون ریزی کے واقعے کے بعد اچانک آواز اٹھا کر مدمقابل آتا ہے، میڈیا کے ذریعے واقعہ بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، خوب پروپیگنڈہ کرتا ہے، پرنٹ اور الکٹرانک میڈیا پر کچھ حقیقی اور زیادہ تر جھوٹی تصاویر شائع کرتا ہے اور اپنی جانب سے تحقیقات کے بغیر تبصرے ، اندیشے، انسانیت اور پوری دنیا کو درپیش خطرات، انسانی حقوق کی پامالی، کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی، ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کا خوف ، اسلامی شدت پسندی، خطے پر اس کے اثرات جیسے حالات کو درپیش خطرات قرار دیکر مغربی دنیا کے حکمران اور سیاستدان میدان میں کود پڑتے ہیں، پھر ان ممالک میں این جی اوز میں کام کرنے والوں، سیکولر اور روشن خیال لوگوں کے ذریعے حکومت کے خلاف چھوٹے مظاہروں کو عظیم الشان مظاہروں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ دنیا کا سب سے

بڑا مسئلہ ہے، لہٰذا جلد اس کا حل نکال لیا جائے اور دنیا کو خطرے سے محفوظ کرنے کے لئے اس ملک پر حملے کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔

کوشش ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ اس حملے کی اجازت اور منظوری اقوام متحدہ سے لی جائے اور اگر کسی وجہ سے اقوام متحدہ سے منظوری میں مشکلات سامنے آجائیں تو پھر اس کی منظوری کے بغیر غاصب قوتیں اس ملک پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ ان حقائق کے پیش نظر یہ کہنا بجا ہوگا کہ جلد یا بدیر امریکہ شام پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

رہی یہ بات کہ شام پر حملے کی مغرب میں شدید عوامی مخالفت، اقوام متحدہ میں چین اور روس کی جانب سے ویٹو کا حق استعمال کرنے کے بعد امریکہ تنہا رہ گیا اور اس کا موقف کمزور ہوا، اس کے بعد امریکہ اور روس کے درمیان مفاہمت کی صورت میں شام کیمیائی ہتھیار تلف کرنے اور امریکہ کی جانب سے حملہ نہ کرنے کے وعدے پر امریکہ کہاں تک قائم رہ سکتا ہے، وہ اپنے وعدے کی پاسداری کرے گا کیا حملے کا خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل گیا؟

یہ بات ہمیں سرسری نہیں لینی چاہیے کہ امریکہ شام پر حملہ کرتا تھا، جنگی بیڑیاں بحیرہ آئی تھیں، جنگ کی تیاری مکمل کرلی گئی تھی، لیکن روس کے ساتھ مفاہمت تک پہنچنے کے بعد امریکہ نے حملہ نہیں کیا اور حملے سے واپس لوٹ گیا۔

شام پر حملہ کسی واقعے سے متعلق جلد بازی میں کیا گیا فیصلہ نہیں ہے بلکہ یہ منظم منصوبے کے تحت اسلامی دنیا پر یلغار کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس کا اعلان بش نے ۲۰۰۳ میں عراق پر حملے کے فوری بعد کیا تھا یہ اس کی کڑی ہے، ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ امریکہ کسی صورت بھی اپنے منصوبے سے پیچھے ہٹنے والا نہیں اور نہ ہی روس اور چین کو اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کا موقع دیتا ہے، دراصل یہ مسجد اقصی کو منہدم کرکے اس کی جگہ ہیکل سلیمانی بنانے کا منصوبہ ہے، مشرق وسطی کے تمام معدنی ذخائر پر قبضے اور عظیم اسرائیل کا قیام اہم منصوبے ہیں، ان منصوبوں کی بنیاد رکھنے والے امریکہ میں مقیم یہود ہیں جو امریکہ کی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں ان کا اہم کردار ہے، امریکی اقتصاد کے ایک بڑے حصے پر ان کا تسلط قائم ہے اور امریکہ کو قرضے دے رہے ہیں۔

اب صورتحال یہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا بالخصوص مشرق وسطی اور ان کے قریبی اسلامی ممالک انتہائی کرب اور کمزور حالت سے گزر رہے ہیں، عراق پر قبضہ ہوچکا ہے، سوڈان دو حصوں میں تقسیم ہوا، قذافی کو قتل کردیا گیا اور اس کی حکومت ختم کردی گئی، مصر میں محمد مرسی کی اسلامی حکومت ختم کرکے اب وہاں امریکہ اور اسرائیل کی حامی اور مسلمانوں کی قاتل فوج کی حکمرانی ہے، مشرق وسطی کی یہی صورت حال ہے، افغانستان میں شکست سے دوچار ہونے کے بعد امریکہ نے مشرق وسطی پر توجہ مرکوز کردی اور مسلمانوں کی کمزور حالت سے استفادہ کرتے ہوئے اچھا موقع اسے ملا ہے جو وہ ہرگز ضائع کرنا نہیں چاہتا اس لئے امریکہ آگے بڑھ رہا ہے اور اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کسی خاص موقع کی تلاش میں ہے جبکہ روس کی جانب سے امریکہ کی راہ میں رکاوٹ بننے کی بجائے اس منصوبے کی تعمیل میں اس کا بڑا عمل دخل ہوگا، اب سرد جنگ کا وقت نہیں ہے، سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان اقتصادی اور عسکری اہداف کے حصول میں جو مقابلہ جاری تھا اب وہ صورتحال نہیں ہے، وہ سرد جنگ مسلمانوں کے لئے مفید تھی، اقتصادی اور عسکری محاذوں پر اب بھی مقابلہ جاری ہے لیکن حالت مقابلے کی نہیں ہے بلکہ تعاون کی ہے اس لئے اصل منصوبے خفیہ ہیں، ان منصوبوں کو خفیہ رکھنے اور مبصرین کی جانب سے ان میں تبدیلیاں لانے کے لئے میڈیا کو استعمال کیا جارہا ہے۔

یہاں معلوم یہ ہورہا ہے کہ روس اس منصوبے کا حصہ ہے، سعودی عرب پر حملے کی دھمکی دینے کے بعد بڑی حد تک اس کے عزائم اور منصوبے میں شریک ہونا بھی عیاں ہوگیا، سعودی پر روس کے حملے کے خطرات ایسے ہیں جیسا کہ کویت پر صدام کا حملہ، سعودی عرب کے دفاع کے نام پر امریکہ مزید فوج سعودی میں اتارنے کی منصوبہ بنائے گا، پھر سعودی کی موجودہ حکومت کے خاتمے اور مغرب میں تربیت حاصل کرنے والے روشن خیال نوجوانوں کو اقتدار سونپنے کے لئے مصر جیسے حالات پیدا کئے جائیں تاکہ سرکاری سطح پر ملک کے اندر اسلامی تہذیب کے احیاء اور دنیا میں اسلامی دعوت کو عام کرنے کی جاری کوششیں ختم کی جاسکیں، اور سعودی کی تیل کے ذخائر پر امریکہ مکمل قبضہ کرلے، شاہ فیصل کی شہادت کے بعد شاہ خالد اور پھر خلیج کی جنگ کے دوران جو شاہ فہد کے ساتھ تیل لینے کا معاہدہ ہوا تھا وہ ختم کیا جاسکے اور ایک کمزور اور کٹھ پتلی حکومت کی موجودگی میں قلیل مدت میں تمام ذخائر لوٹ لے جس میں روس کو بھی حصہ دیا جائے گا،

بقیہ صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمالیں۔

آزادی..!؟

ریحان خالد

ایک مؤرخ کے بہ قول... جب یہود نے پوری دنیا پر قبضے کا منصوبہ بنایا، تو وہ اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ اس میدان میں مسلمانوں کو مسلحانہ جنگ کے ذریعے شکست دینا محال ہے۔ اور ایسی سوچ رکھنے والا دماغ پرلے درجے کا بے وقوف ہوگا۔ اسی لیے یہودیوں نے نظریاتی جنگ کا انتخاب کیا۔ جب کہ اس جنگ کے لیے میڈیا کو گھوڑے کی جگہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ جس طرح اسلحے کی جنگ میں سب سے زیادہ اہمیت گھوڑے کی ہوتی ہے۔ اسی طرح نظریاتی جنگ میں میڈیا کو سب سے زیادہ مؤثر اور اہم ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا۔ پھر اس پر اتنا زور لگایا کہ آج حقیقت میں میڈیا ان یہودیوں کے لیے میدان جنگ میں گھوڑے جتنی اہمیت کا حامل بن چکا ہے۔ در حقیقت موجودہ دور میں یہ غلام میڈیا یہود کے اسی مشن پر کام کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے لیے اپنے لیے 'آزاد میڈیا' کا نام استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس کے بارے میں روشن خیالی اور آزادیٔ اظہار رائے کا سلوگن استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی کمزور ایمان والی کثیر تعداد اور مغرب پرست طبقہ، اس بات کو دل سے مان چکا ہے۔ ان کا اس پر بہت پختہ ایمان ہے۔

عجب بات تو یہ ہے کہ آزادی کی رٹ لگانے والے یہ یہود غلام طبقہ، زمینی حقیقت کہنے اور بتانے سے کیوں خوفزدہ ہے؟ کیوں اسلام اور بالخصوص جہاد کے علمبرداروں کے لیے اسکرین پر آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی تھوڑا سا امریکہ کے خلاف بولتا ہے یا پھر اسلام کو متعارف کرانے کی کوشش کرتا ہے، تو دوبارہ اس کو کیوں بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی......؟24 گھنٹے ٹی وی چینلوں پر مختلف پروگرامز چلتے ہیں۔ کوئی ایسا اسلامی پروگرام نہیں ہوتا، جس میں حقیقی معنوں میں اہل حق علماء کی موجودگی نظر آتی ہو۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ کوئی اسلام پسند تجزیہ نگار موجود ہو یا پھر کسی عالم کو جہاد اور اسلام کے حوالے سے کھل کر بات کرنے کی، مشہور کیے گئے "آزادی کے مفہوم" کے مطابق آزادیٔ اظہار رائے کی اجازت ہو کسی عالم کو پروگرام دیا بھی جائے، تو عالم وہی عالم ہوتا ہے، جس نے اسلامیات پر PHD امریکہ یا کینیڈا سے حاصل کی ہوتی ہے۔ پھر ان کی زبان کا ریموٹ واشنگٹن یا اسرائیل میں ہوتا ہے۔ کیسا دُہرا معیار آزادی ہے۔ فیاللعجب!

مغرب پرست صحافی حضرات سب سے پہلے وہی رپورٹ نشر کرتے ہیں، جس سے واشنگٹن والے سب سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ افغانستان میں دسیوں ٹی وی چینل دن رات چل رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلی اور بار بار چلنے والی رپورٹ وہی ہوگی، جو امریکی ترجمان نے بتائی ہوگی اور اس کی رضا کے مطابق ہوگی۔ طالبان ترجمان اگر بیان دیں بھی تو آخر میں کہیں آدھے پونے منٹ جتنے وقت میں بیان کر کے احسان کرتے ہیں۔ کیا اس منافقت کے جان لینے کے بعد بھی یہود میڈیا اپنے لیے آزادی کا لفظ استعمال کر سکتا ہے......؟

کابل اور افغانستان کی دیگر ولایتوں میں ٹی وی اسکرین پر آنے والے تمام صحافی افغانی ہیں۔ لیکن یقین کیجیے گا کہ ان کو دیکھ کر یورپ کے آوارہ اور لوفر بے روزگار چہرے آنکھوں میں گھوم جاتے ہیں۔ پھر مزے کی بات بھی ملاحظہ کریں کہ ان ڈالر کے غلاموں کو اس پر فخر بھی اعلیٰ درجے کا ہوتا ہے۔ ان تمام ٹی وی چینلوں اور اکثر اخبارات کا اگر صحیح معنوں میں سروے کیا جائے ،تو یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ یہ کس کے پیسوں پر جھوٹ، مکاری، افغان دشمنی اور امریکہ دوستی کی پھیکی روشنیاں بکھیر رہے ہیں؟ یہ جو ایک ایک گز زبانیں نکال کر اسکرینوں پر دکھائی دیتے ہیں ... اسلام، مسلمانوں، جہاد اور مجاہدین کو بے جا تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں۔ ان کو "منی پاکٹ" کہاں سے ملتی ہے؟ میں 100٪ یقین سے یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ سارے مصارف امریکی برداشت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو کوئی طالبان کی رپورٹ پوری پیش کرتے ہیں اور مجاہدین کے حق میں کچھ کہتے ہیں تو انہیں اس طرح غائب کیا جاتا ہے کہ پھر اس کا صحافت کی لسٹ میں ذکر تک سننے کو نہیں ملتا۔

یہ جھوٹے رپورٹر جب رپورٹ بناتے ہیں تو بڑے اعتماد سے پیش کرتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ رپورٹ آپ کو کہاں سے ملی ہے اور کیا آپ خود واقعے کی جگہ پر گئے تھے؟ تو جواب میں ایساف ترجمان یا پھر کوئی اور "شو بوائے" کٹھ پتلی صدارتی محل کا حوالہ دے کر جلد از جلد جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ تب تو ان کا ذلتوں بھرا چہرہ واقعی دیکھنے کے قابل ہوتا ہے، جب ان سے یہ پوچھ لیا جائے کہ..." اس رپورٹ کے حوالے سے طالبان کا کیا مؤقف ہے؟؟؟ "اس پر وہ بے انتہا غضب ناک ہو کر پوچھنے والے کو یوں گھورتے ہیں، گویا اس نے کوئی ناقابل معافی سنگین جرم کر لیا ہے۔ اس کے بعد ان کے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے بھوسا بھرے سر، سینے پر صدیوں تک نہ اٹھنے کے لیے ڈھلک جاتے ہیں!!!

محمد فرہاد جانباز

مدّعا میرا، کسی کی آبرو ریزی نہیں!

آج کل عبد اللہ غازی صاحب دنیا کی پرانی تاریخ کے حامل 'مصر' کے بارے میں خصوصی دل چسپی لے رہے ہیں۔ انہوں نے حسن البناء کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرر کھا ہے۔ وہ اخوان المسلمون کے ساتھ دلی لگاؤ رکھتے ہیں۔ کیوں کہ وہی ایک ایسی جماعت ہے، جو آزاد عرب ممالک میں اسلام کے بیٹے بن کر اس کے نفاذ کے لیے کوشاں ہے۔ جو جماعت ایسی ہو کہ اس کا بانی بھی اسلام سے پیار کی دُھن میں رہنے کی پاداش میں سر راہ موت کا تر نوالہ بنا دیا جائے، تو اس کے پیروکاروں کو بھی قربانی کی ایک نئی تاریخ مرتب کرنا ہوتی ہے۔ اس کے لیے شہادتوں کا ایک نیا میدان سجا دیا جاتا ہے۔ ان کے بدن سے نکالے گئے لہو کے بہاؤ کے لیے نہریں کھود دی جاتی ہیں۔ ان کا گوشت نوچتے کے آہنی کنگھے، آمریت کی ٹکسال میں ڈھال لیے جاتے ہیں۔ اس نوچے گئے گوشت کو دفن کرنے کے بجائے، کتوں کی آنتوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ آج اگر حسن البناء کی اخوان لمسلمون ریاستی ظلم و جبر، آمرانہ ستم، منافقانہ عمل اور "سیسی بہیت" کا شکار ہے، تو یہ کوئی ایسا نیا باب نہیں ہے، جو تاریخ کی چار دیواری میں کھلا ہو۔ اخوان والے تو قابیل کے بیٹے ہیں، جن کو ہابیل کی بد بخت نسل کا ملعون فرد سیسی، موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔

جنرل عبد الفتاح سیسی یہودی ہونے کے ساتھ ساتھ گستاخِ قرآن بھی ہے۔ وہ یہودی ایجنٹ اور "فری میسن" کا لاڈلا کارکن ہے۔ اس سے کسی اچھائی کی توقع کرنا، خود کو پرلے درجے کا عملی بے وقوف ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ غازی صاحب کہتے ہیں کہ... "کسی قوم و جماعت کو تباہ کرنا ہو، اس کے عقائد پر ضرب لگانی ہو، اس کے افکار و خیالات میں پستی پیدا کرنی ہو، تو اس قوم کا آشیانہ بدل دیا جائے"۔ کسی بھی قوم کے نظریات ایسی چیز ہیں، جس کے ذریعے اس کی نشو و نما ہوتی ہے۔ انہی نظریات کی بدولت وہ قوم اپنی آنے والی نسلوں کو زندہ رہنے کا جواز فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ حیاتِ نو کا سامان بھی مہیا کرتی ہے۔ لیکن اگر کسی قوم کے نظریات نہ ہوں یا انہیں پس پشت ڈال دیا جائے، تو وہ ایسی بے ڈور ڈولتی ہوئی پتنگ کی مانند ہوتی ہے، جس کا کوئی مقصدِ حیات نہیں ہوتا۔ وہ صرف اپنا وقت پاس کرتی ہے۔ وہ زندگی کی سانسوں کو ٹرخاتی ہے کہ کسی طور وہ جلد از جلد پورے ہوں اور دنیا کے نقشے سے غائب ہونے کا بہانہ مل سکے۔ ایسی قوم بے مقصد جیتی ہے اور بے مقصد ہی مر جاتی ہے۔

لیکن جب کسی قوم کے پاس مذہب ہو، اس کا اپنا تمدن ہو، وہ اپنی ایک تہذیب رکھتی ہو، اس کی زندگی کی رگوں میں اس کی ذاتی ثقافت کا خون دوڑتا ہو، تو اس کے پاس جینے کا بہانہ بھی ہوتا ہے اور مرنے کا جواز بھی۔ اگرچہ اس قوم کو اِس "جیو اور جینے دو" کے معاملے میں کافی رکاوٹوں اور قربانیوں سے گزرنا پڑتا ہے، مگر سفر جاری رہتا ہے۔ اسی روشنی میں ہم مصر کی نظریاتی جماعت "الاخوان المسلمون" کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ... اس جماعت نے خود کو، بلکہ اسلام کو زندہ رکھنے کے لیے ایک عرصے تک اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں معاون بننے والے نظریات کا پرچار کیا ہے۔ اس کے اثرات دنیا کے اکثر خطوں تک پہنچے۔ اس میں تکالیف بھی آئیں۔ ظلم کی آندھیاں بھی چلیں۔ رکاوٹوں کے بلند بند بھی عبور کرنا پڑے۔ لیکن خون گرتا ہے، تو رنگ بھی لاتا ہے۔ چناں چہ وہ اسلام کے بیٹے ڈاکٹر محمد مرسی کی سربراہی میں 56 فیصد ووٹ لے کر اپنی منزل کی پہلی سیڑھی، اقتدار پر پاؤں رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس میں یہودی دماغ فوج نے رکاوٹیں ڈالیں۔ کبھی سیکولر عدالت کا ہتھوڑا بھی برسایا گیا۔ کبھی بے نظریات کے نام نہاد مسلمانوں اور قبطی عیسائیوں کی طرف سے مخالفانہ مظاہروں کا ڈراوا بھی دیا گیا۔ دوسری دفعہ "منصفانہ الیکشن" کروانے کا خوف بھی پھیلایا گیا۔ لیکن حسن البناء جیت گئے۔ اسلام جیت گیا۔ لیکن ایک سال کا مختصر عرصہ گزرا تھا کہ جنرل سیسی نے اخوانی احسان کا بدلہ، نمک حرامی کی صورت میں دیا۔ جنرل سیسی کو اخوان نے "چیف آف آرمی اسٹاف" بنایا تھا۔ اس موڑ تک سیسی، خود کو حسن البناء کا شاگردِ

خاص باور کرا تا رہا تھا، لیکن جوں ہی فوج کی کمانڈنگ اس کے ہاتھ میں آئی تو چند ہی دنوں میں اخوان کا دھڑن تختہ ہو گیا!

اس کی وجہ کیا ہوئی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ذرّیت یہود بن جانے والی مصری فوج، مرکزِ خلافتِ عثمانیہ کے قریبی اور کافی مذہبی ملک کی پاسبان ہونے کے ناطے، اسرائیل کی سب سے بڑی دشمن اسلامی فوج تھی۔ عرب خطے میں اس سے بڑھ کر کوئی ایسا مائی کا لال نہیں تھا، جو اسرائیل کو للکارے، اس کے خلاف شورش برپا کر کے یورش کر دے۔ حتیٰ کہ " او.... آئی سی ???" جو ممالک اسلامیہ کی نمائندہ تنظیم تھی، حیرت انگیز طور پر مضحکہ خیز قسم کی بھیگی بلی بنتی رہتی تھی اور ہے۔ اس کی اوقات بھی اقوام متحدہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس کی حرکتیں دیکھ کر لگتا ہے کہ "گدھے کو شیر کی کھال پہنادی گئی ہے!" بہر حال! اسرائیل اور اس کے "منہ بلوائے باپ" امریکہ کو اس حقیقت کا مکمل ادراک تھا کہ "اسلامی افواج" کو اسلحے کے زور پر شکست دینا ناممکن ہے۔ اس ناممکن کو ممکن بنانے اور اسلامی فوج کی دوستی کو دشمنی میں تبدیل کرنے کے لیے ضروری تھا کہ اس اسلامی فوج کو صرف "فوج" بنادیا جائے۔ اس کے اندر سے ان نظریات کو کھرچ کھرچ کر نکال دیا جائے، جو دوستی اور دشمنی کا معیار "رب کی رضا" کو بنانے اور اختیار کرنے پر زور دیتے ہیں۔ چناں چہ مصری کی اسرائیل دشمن اسلامی فوج کے سربراہوں کو "ماڈرن وار ٹریننگ" کے خوب صورت عنوان کے تحت امریکہ بلایا گیا۔ جہاں انہیں تربیت کے نام پر نظریات کی تبدیلی اور اسرائیل دوستی کا شربت پلایا گیا۔ اسرائیل دوستی کا خنجر، ان کے دلوں کے نہاں خانوں میں پیوست کرنے کے لے یہودی دوشیزاؤں کی بے حجاب آنکھوں کا خمار استعمال کیا گیا۔ انہیں، برین واشنگ کے عمل میں تیزی لانے کے لیے "ہمہ نوع زر، ہمہ شکل زن اور ہمہ قسم زمین" کے تحائف، مشعل بردار مجسمۂ آزادی کی خنک چھاؤں میں سونے کی طشتریوں میں رکھ کر پیش کیے گئے۔ بس! اتنا سا کام تھا۔ مصری کی اسلامی فوج پہلے والی نہ رہی تھی۔ اب وہ "داؤدی ستارے" کی نگہبان اور اسرائیل کی پاسبان بن چکی تھی۔ آج اگر سیسی نے اخوان کا تاج اُچھالا ہے تو یہ مصری فوج سے کوئی انہونی نہیں ہوئی ہے۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ ہاں البتہ یہ ہے کہ ایک واقعہ، واقعتاً انہونا ہوا ہے۔

اس خبر نے ہمارے حواس مختل کر دیے تھے۔ سعودی شاہ، اسلام کا لبادہ اوڑھے، اسلام ہی سے خوف زدہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے آس پاس کے عرب نواب زادے بھی اخوان کی اسلام پسندی سے لرزاں براندام تھے۔ سعودی شاہ کو کیا پڑی تھی کہ وہ اسلام پسند جماعت اخوان کے مخالف، اسلام دشمن سیسی کی مالی مدد کرے۔ اخوانیوں کو قتل کرانے کی جو تدبیریں "خادم صاحب" نے اختیار کی ہیں، ان پر ہر مسلمان شرمندہ اور غضب ناک ہے۔

پہلے ہم بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ حرمین شریفین کے خادم کے خلاف ہموار کی جانے والی فضا سے ایران جیسا شاطر منافق فائدہ اٹھانے کے لیے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑے گا۔ وہاں بادشاہت ختم کرا کر جمہوریت کا آسیب مسلط کرنے کی سازشیں مظبوط کی جارہی ہیں۔ تاکہ مفتیانِ حقہ کے فتووں کا بیڑا پارلیمنٹ اٹھا کر ولید بن طلال کی سربراہی میں امریکی پسند کا اسلام نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لیے ہم اس فضا میں سازش کی بو محسوس کرنے لگے تھے۔ لیکن ہمارا اعتماد " شاہِ آلِ سعود " سے تب اٹھ گیا، جب میڈیا میں اس اندوہناک خبر نے تہلکہ مچادیا کہ "خادم جی کی پروردہ، سعودی انٹیلی جنس نے سرزمینِ انبیاء شام میں بھی کیمیائی ہتھیار استعمال کئے ہیں۔ آپ بھی خبر سنیے اور سر دھنیے!

" روس نے الزام عائد کیا ہے کہ شام میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال میں سعودی عرب کے انٹیلی جنس ایجنٹ ملوث ہیں۔ ایک خبر رساں ادارے کی رپورٹ میں روسی سفارتی ذرائع کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والے مواد اور کچھ تصاویر سے واضح ہوتا ہے کہ "شمالی گھوٹا" میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی اشتعال انگیزی "بلیک رولی ٹیم " نے کی ہے۔ جو سعودی عرب نے شام کے ذریعے وہاں بھیجی ہے۔ کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال میں سعودی عرب انٹیلی جنس ایجنٹس کے ملوث ہونے ثبوت کے طور پر کچھ مواد اور تصاویر موجود ہیں۔ " دوسری طرف شاہ کی جانب سے سیسی کو اخوانیوں کے قتل عام کے لیے دی گئی امداد پر ملعون سیسی، شاہِ آلِ سعود اور حرمین کے خادم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کیا کہتا ہے؟ آپ بھی ملاحظہ فرمالیں..... "مصری قوم فطری طور پر بہت اچھی اور درگزر کرنے والی قوم ہے۔ یہ قوم اُسے کبھی نہیں بھولتی، جو اسے تکلیف پہنچاتا ہے اور نہ ہی اسے بھولتی ہے، جو اس کی طرف اپنا مدد کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ مجھے اس لیے اجازت دو جب کہ میں تم سے بات کر رہا ہوں۔ یہ کہ میں تم سے یہ مطالبہ کروں کہ ہم، ہر اُس شخص کا شکریہ ادا کریں اور اس کی

عزت افزائی کریں، جس نے مدد کا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا ہے۔ مملکتِ سعودی عرب میں ہمارے بھائی ہیں.... 15 سیکنڈ تک زور دار تالیاں... "مجھے جلالۃ الملک عبد اللہ کو "خصوصی سلام" پیش کرنے دو، جو سن 73ء سے ہماری مدد کے لیے سب سے زیادہ "کردار" ادا کر رہے ہیں۔"..... پھر تقریباً 10 سیکنڈ تک زور دار تالیاں اور ان تالیوں میں سیسی کے ہاتھ بھی تالیاں پیٹتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں!!!

آپ نے خبر پڑھی اور "خادم الحرمین" کا نیا بھی روپ بھی دیکھ لیا ہے۔ حقیقت تو وہ ہے جو اقوام متحدہ کے اجلاس میں ملائیشیا کے وزیر اعظم محمد نجیب بن تان عبد الرزاق نے کہی تھی کہ... "اسلام کو غیروں کے بہ نسبت، اپنوں سے زیادہ خطرہ ہے"۔ آج اس کی حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ اگرچہ اس حقیقت کشائی کے بعد بھی چند "عقیدت مندوں" کو "خادم الحرمین" کے نئے رُوپ کی یہ نقاب کشائی ایک آنکھ نہیں بھائے گی۔ وہ اس کو توہین کے زمرے میں شامل جانیں گے۔ اس میں اختلاف کرنے والے شاید بے گناہ ہوں گے۔ کیوں کہ شاہ آل سعود نے سر پر رومال رکھ کر حرمین شریفین کی خدمت کی ڈھال ہی ایسی اٹھا رکھی ہے کہ اس کے پیچھے چھپے اسلام سے خوف زدہ شاہ کے مختلف روپ نظر ہی نہیں آتے۔ خصوصاً جب ہم عقیدت کا چشمہ لگالیں، تو سامنے کا چہرہ بھی پھیکا پھیکا دکھائی دیتا ہے۔ چہ جائے کہ کوئی "ڈالر دوست چہرہ" بھی عیاں ہو جائے۔ حق بات وہی ہے جو شورش کاشمیری نے کہی ہے کہ..... "دنیا کو نظریات نے اتنا نہیں بدلا، جتنا شخصیات نے بدلا ہے۔" لیکن دوسری طرف ایک حق بات وہ بھی ہے، جو ملائیشین دانا وزیر اعظم نے کہی ہے! سمجھنے والوں کے لیے اس میں بہت کچھ ہے اور نہ سمجھنے والوں کے لیے اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ... ہم شخصیت پرست لوگ نہیں ہیں۔ ہم کو صرف اسلام ہی پر مَر مٹنا آتا ہے۔ جو شخصیت اسلام کے لیے مَرنا جانتی ہو گی، ہم اس کے لیے مرنے کو اپنی سعادت جانتے ہیں، لیکن جو اسلام کا نام استعمال کر کے اپنی سستی شہرت کی بھوک مٹانے میں مصروف ہو گا، جو اسلام کی ڈھال کے پیچھے چھپ کر اپنے مکروہ کردار پر عمل پیرا ہو گا، تو ایسے شخص کے ساتھ کسی بھی اہلِ اسلام کا کوئی رشتہ ناتا نہیں ہو گا!!! اس دین کو ہم تک پہنچانے والے اللہ کے رسول ﷺ کے روشن فرمان کے مطابق..... "اسلام میں کسی گورے، حسب نسب والے اور اونچے منصب والے کی کوئی عزت نہیں ہے، ہاں البتہ جو کوئی بھی تقویٰ دار ہو گا تو وہ بھی اس آیت کا مصداق ہو گا.... عزت اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کے لیے ہے۔"

در اصل بات یہ ہے کہ حرمین کا نام نہاد خادم، ظلم و جبر کے خلاف تیونس سے اٹھنے والی لہر سے خوف زدہ ہے کہ کہیں اس کے اثرات آلِ سعود کی راج دھانی میں بھی نہ پہنچ جائیں۔ اس بات نے اس کو دہشت زدہ کر رکھا ہے کہ کہیں عرب اپنی غیرت کی چادر اوڑھ کر ہماری شہنشاہیت کا تختہ الٹ کر تاج نہ اچھال دیں۔ اس سے ان نشیبِ دنیا کے اسیروں کی زر، زن، اور زمین کی عیاشیاں ختم نہ ہو جائیں۔ اسی لیے وہ مصر سمیت شام کے مجاہدین کو نیست و نابود کرنے کے لیے مذموم ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ شاہ کے اس نئے چہرے کا عکس پھر کسی شمارے میں "تاریخ کے آئینے" میں دکھائیں گے۔ انشاء اللہ... یہاں ہم یہ بات ضرور واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ......۔

ایک حقیقت ہے، جو ہوا چاہتی ہے آشکارا
مدعا میرا، کسی کی آبروریزی نہیں

پہلے ہم صرف سنا کرتے تھے، لیکن آج اس کی حقیقی تشریح سے بھی مکمل واقف ہو گئے ہیں کہ...

چوں کفر بر خیز داز کعبہ
کجا مانند مسلمانی؟؟؟

ایک شعر فقط ان کو سنانے کے لیے پیشِ خدمت ہے، جو حرمین کی خدمت کا جبہ پہنے اپنی اصلیت، حرمین کی عاشق امتِ مسلمہ سے پوشیدہ رکھنے کی ناکام کوشش میں مگن ہیں!

؎ ایک تو خواب لیے پھرتے ہو گلیوں گلیوں
اور تکرار بھی کرتے ہو خریدار کے ساتھ

◆ ◆ ◆

عبدالرحمٰن

حقیقت: جس سے ہم غافل ہیں

تمام مسلمانوں، خاص کر ایک ہی ملک کے اہل اسلام کے درمیان جاری خانہ جنگی دیکھ کر بڑا ہی بے کل کر دینے والا خیال دماغ کے دریچوں سے جھانکنے لگتا ہے۔ اپنے ہی پاؤں پر تیز دھار کلہاڑی کے وار کرنا اور جس شاخ پر تشریف فرما ہوں، اسی پر آرا چلانا، یقیناً انتہا درجے کی حماقت، بے وقوفی اور غیر دانش مندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ساری دنیا یہ خوبی جانتی ہے کہ کسی بھی قوم کی وحدت ہی در حقیقت اس کے استحکام وبقاء کی ایک اہم بنیاد ہوتی ہے۔ اس عام فہم مسلّمہ فلسفے کی بالاخصوصی طور پر مسلمانوں کے بارے میں جچی گئی ہے۔ اقبال کو دیکھیے تو سہی، وہ چند الفاظ کے کوزے میں حقیقت کا ایک بحرِ زخار بند کر گیا ہے۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں، بیرونِ دریا کچھ نہیں

لیکن ہم مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ ہم اس روشن حقیقت سے غافل رہ رہے ہیں۔ ہمارے دینی و دنیاوی دونوں قسم کے دشمن ہم سے زیادہ اس حقیقت کا ادراک کیے ہوئے ہیں۔ دشمن کو اچھی طرح علم اور تجربہ ہے کہ مسلمانوں کی فنا کا راز خانہ جنگی میں مضمر ہے۔ وہ اس رمز کو بیان تو نہیں کرتا، البتہ اس کے زہریلے بیج، ناآشنائے حقیقت مسلمانوں کے دلوں کی کھیتی میں بو کر ثمر مند ضرور ہوتا ہے۔ ان کی ایک نسل یہ تخم بد کاشت کرتی ہے، دوسری پود اِسے گاہتی ہے اور تیسری پیڑھی اس کے پھل کاٹ کر مزے اڑاتی ہے۔ یوں وہ مسلمان، جس کو آپ ﷺ نے جسدِ واحد فرمایا ہے، کئی ٹکڑوں میں بٹ کر چھوٹی چھوٹی کرچیاں بنتا اور بکھرتا چلا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے تمام مسلم ممالک کے انتہائی نچلے درجے کے شہری سے لے کر سربراہِ مملکت تک کے تمام کارآمد نفوسِ ناطقہ بے جا اختلافات کا شکار ہیں۔ کیا سیاسی نمائندے اور کیا مذہبی رہبر، کیا حکومتی بندے اور کیا فوجی اہل کار، کیا کالجز و یونیورسٹیز سے تعلق دار اور کیا مساجد و مدارس کے وفادار، ہر کوئی اسی جال کا شکار ہے۔

میں نے اپنے دوست سے یہ بات کہی تو بڑے پتے کی بات سنائی۔ کہنے لگے: آپ یہ سوچ اور فکر ترک کر دیں کہ خاص کر علماء کے درمیان اتحاد، اتفاق اور متفقہ نقطۂ نظر پیدا ہو جائے گا۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی تصنیف "اسلامی سیاست" کا حوالہ دیتے ہوئے مزید کہا: ہر ایک، اپنے رُخ اور اپنے اندازِ فکر کی بنیاد پر کوئی نقطۂ نظر اور نظریہ قائم کرتا اور اسے برحق جانتا ہے۔ جب وہ یہ سوچ بیٹھتا ہے کہ میں نے جو نظریہ قائم کیا ہے، وہ درست اور بالکل ٹھیک ہے، تو پھر اس پر واجب اور لازم بھی یہی ہے کہ وہ اسی پر چلے۔ اس بنیادی پوائنٹ اور اختلافِ آراء کی وجہ سے اتحاد اور اتفاق کی سوچ اور عملی کوششیں بے کار رہیں گی۔ پھر پلیٹ فارم چاہے سیاسی ہو یا مذہبی، قومی میدان ہو یا صوبائی، افکار کا اختلاف ہمیشہ موجود رہے گا۔ مجھے تنبیہ کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا: میرے دوست! ان باتوں سے یہ مت سمجھ لینا کہ اس سے امت انتشار کا شکار ہوگی۔ ہر گز نہیں، بلکہ یہ رحمت ہے، ایسا اختلاف زحمت نہیں بنتا۔

میں نے کہا: جناب آپ کا فرمایا بجا ہے۔ لیکن یہ اختلاف بھی اسی حد تک رحمت ہوتا ہے، جب دوسرے رائے دہندگان کے بارے میں شدت، عناد اور بغض نے جنم نہ لیا ہو۔ جب دوسرے کے بارے میں نرم گوشہ اور اختلافِ آراء کا احترام دلوں سے اٹھ جائے، تو پھر انتہا پسندی، تعصب اور کینہ پروری کے ایسے بے کار جذبات کا لاوا ابلنے لگتا ہے، جو قوم کو اپنی تیز رَو میں پگھلا اور بہا کر رکھ دیتا ہے۔ جب عدمِ برداشت کے ساتھ اپنے "بڑے پن" اور ذاتی اغراض کی آلودگی لگ جاتی ہے، تب ایک ہی منزل کے راہیوں کے راستے جدا اور مختلف ہو جاتے ہیں۔ میدانِ عمل علیحدہ قرار پاتے ہیں۔ یوں ہر لیڈر اپنے کارہائے نمایاں اور اپنی شخصیت کا سحر پھونک کر لوگوں کو اپنے سائے کے پیچھے لگا لیتا ہے۔ پھر قوم تقسیم ہو جاتی ہے۔ وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ تب اس قوم کے سر سے اللہ کا ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔ اس قوم کی مثال

نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق ریوڑ سے بچھڑی اس بکری کی سی ہے، جس کو بھیڑیا بہت ہی آسانی سے ہڑپ کر جاتا ہے۔ مسلمانوں کو چیر پھاڑنے والا بھیڑیا شیطان ہے۔ آج کے دور میں ہمارے دو بھیڑیے ہیں، ایک شیطان اور دوسرا مغربی جہان۔ شیطان نے ذاتی اغراض کے خار بو کر ہمارے دلوں میں چھید کیا ہے اور مغرب نے ڈالر اور ذاتی مفادات کے خواب کی تعبیر مہیا کرنے کی ذمہ داری پر ہماری ایک پارٹی کو، کئی پارٹیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

لہٰذا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہر لیڈر چاہے وہ سیاسی ہو یا مذہبی، کمیونسٹ یا لبرل، تمام کا منشور، دستور اور آئین، اپنے ملک کی تعمیر و ترقی اور استحکام کے ساتھ قوم کی فلاح، بہبود اور خوشحالی کا ہی نعرہ لگاتا نظر آئے گا۔ لیکن میدان اور پلیٹ فارم سب کے علیحدہ ہیں۔ اب یہ نظریہ، سوچ اور نقطۂ نظر تقویت پکڑتا جا رہا ہے کہ اگر پارلیمنٹ میں نشستن، گفتن اور برخاستن رکھنے والے نمائندگانِ قوم میں صرف اور صرف آراء ہی کا اختلاف ہوتا اور یہ سب اپنے نعروں میں سچے اور کھرے ہوتے، تو یقیناً سفر تعمیر و ترقی کے کسی نہ کسی موڑ پر یہ لوگ مل کر بیٹھ جاتے اور ایک لائقِ تحسین، قابلِ قبول اور قابلِ عمل لائحۂ عمل طے کرتے۔ لیکن بجائے متحد و متفق ہونے کے یہ بکھرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے قومی وحدت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی ہے۔ ذاتی اغراض اور سیاسی مفادات کا بکھیڑا پالنے والے انتہائی غیر معتبر ہو گئے ہیں۔

قسم ہا قسم کے زخموں سے چُور اس قوم میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے، جو ان کو محبت تو در کنار، سادہ سی نگاہ سے دیکھنا بھی گوارا کرے۔ جب بھی ٹی وی اسکرین پر عوام کی "خیر سگالی" کی تسبیح پڑھنے والے کا چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ دل جلے، حالات کے مارے ہوئے اور بار بار کے ڈسے ہوئے عوام کی زبانوں سے ایسے جلے کٹے جملوں کا سیلاب بہتا ہے، جس کے چند قطروں کو بھی کوئی شریف انسان اپنے کانوں تک جانے نہیں دینا چاہتا۔ یہ الگ بات ہے کہ یہ نازیبا حرکت، اخلاق سے گری ہوئی قوم کی نشانی ہوتی ہے، لیکن اصل مقامِ غور و فکر تو یہ ہے کہ اولاً تو اس قوم کی اخلاقی اقدار درست کرنے کی کوئی کوشش اب تک منظرِ عام پر نہیں آئی۔ ثانیاً اس بری حرکت پر مجبور کرنے والے بھی تو وہ سیاسی اور مذہبی بہروپیے ہیں، جنہوں نے عوام کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی ہے۔ ان کی حالت کے بارے میں ساغر صدیقی نے کہا ہے۔

اس کی مورتیں پوجتے پوجتے
ایک تصویر سی بن گیا آدمی

اب ہماری "یہاں" کی قوم واضح طور پر دو اور "یہاں" سیاست دان کھلے طور پر ایک سو اٹھائیس کے قریب گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ بعض لوگ تو وہ ہیں، جو ان سیاست دانوں کو سراپا جھوٹ، فریب اور ذاتی و سیاسی مفادات کی دیوی کا پجاری سمجھتے اور ان سے اسی طرح نفرت کرتے ہیں، جس طرح مسلمان بت کو پوجنے والے ہندو سے نفرت کرتے ہیں۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے، جو ان آستین کے سانپوں کے شخصی، ملکی اور قومی کردار بد سے صرفِ نظر کیے ہوئے، ان کی محبت میں اندھے ہوئے پڑے ہیں۔ وہ ان کے کردار کے بارے میں کی گئی ہر بات کی دُور از کار تاویل پیش کر کے اپنے "دفاعی مشن" کا فرض پورا کرنے میں مگن ہیں۔ میں نے اپنے ایک تحریکی دوست سے کہا کہ ..... میں اس بات میں اُلجھ کر رہ گیا ہوں کہ چاہے ہمارے حکمران ہوں یا پارٹیوں کے سربراہان.. جہادی جماعتوں کے لیڈر ہوں، مذہبی گروہوں کے صاحبِ دستار... ان کا جب مظاہراً مقصد ایک ہے، ان کا مدعا ایک ہے، ان کا منشور ایک ہے تو یہ آپس میں اتحاد کیوں نہیں کر لیتے؟؟؟ وہ کہنے لگا.... اتحاد کی بات ہی غلط ہے۔ ان کو اتحاد کرنا ہی نہیں چاہیے، بلکہ اصل بات وہ ہے جو ہمارے امیر صاحب نے تب کہی تھی، جب ایک دشمن کے خلاف لڑنے والے ہم مقصد گروہوں کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر ایک امیر کی سرپرستی میں دشمن کا صفایا کرنے کی تجویز دی تھی۔ انہوں نے فرمایا..... جنابِ والا میں آپ سے یہ نہیں کہتا کہ " آؤ، ہم سب مل کر اتحاد کر لیں"، بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ " آؤ ہم سب مل کر ایک ہو جائیں!!!" در حقیقت بات ہے بھی یہی.... چلو اگر یہ مان لیں کہ ان بہروپیوں کا ایک ہونا ممکن نہیں ہے، تو کم از کم اتحاد ہی کر لیں۔ لیکن مسئلہ یہاں آ کر اٹک جاتا ہے کہ وہ اگر اتحاد کے لیے تیار ہو بھی جاتے ہیں تو... ہونا تو یہ چاہیے کہ اس متفقہ چیز کو سامنے رکھ کر اتحاد کریں، جو اللہ نے اپنی لازوال کتابِ مقدس میں بتائی ہے۔ اتحاد کا طریقہ بھی اسی میں ہے، لیکن یہ لوگ اس کے بجائے لالچ و مفادات سے لبالب بھرے ہوئے اپنے پراگندہ دماغوں کی رگوں میں پیدا ہونے والے خیالات کو گول میز پر رکھ کر اس پر اتحاد کروانا چاہتے ہیں۔ انسانی خیالات کی کیا اہمیت ہے، جو اتحاد کے لیے قابلِ قبول بن جائیں!؟!

اگر حقیقت کی نظر اور دوسرے جمہوری ممالک کے سیاست دانوں کے قومی اور ملکی کردار کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو یہ دل دوز نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ سارے کا سارا کیا دھرا بلا تفریق پینٹ شرٹ اور جبہ و قبہ کے بہ استثنائے

قلیل، باقی ماندہ تمام ان راہنماؤں کا ہے، جو راہ نمائی کے روپ میں راہ زنی کی قومی وارداتوں کے مرتکب ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ساغر صدیقی نے کیا خوب کہا تھا۔

راہ زَن آدمی، راہ نما آدمی
بارہا بن چکا ہے خدا آدمی

آسمانوں پر ہماری بربادیوں کے مشورے ہو رہے ہیں اور ہمیں ذاتی مفادات اور اختلاف برائے اختلاف سے ہی فرصت نہیں ہے۔ شاعر کو بھی حیرت ہوتی ہے۔

ہم کسی طور بھی باہم نہیں ہونے پاتے
ایسے بکھرے کہ منظم نہیں ہونے پاتے
ایک ہی پیڑ کی شاخوں پہ کھلے پھول ہیں ہم
اور تعجب ہے کہ باہم نہیں ہونے پاتے

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اغراض و مفادات کی بھٹی میں جلنے کی بجائے دلوں میں وسعت پیدا کی جائے اور ایک متفقہ لائحۂ عمل طے کر کے بکھری قوم کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جائے۔ ہمارے دفاع، استحکام اور بقاء کی یہی ایک سبیل ہے۔ اس کے علاوہ ہر راستہ انتشار اور بالآخر کھنڈرات کا نمونہ پیش کرنے والی بربادی ہی کی طرف جاتا ہے۔ اہل عقل و دانش پر اپنا کردار ادا کرنا ضروری ہو چکا ہے۔

***

بقیہ از: کیا شام پر حملے کا خطرہ ٹل گیا؟

اور شام پر حملے کے بعد وہاں تعمیراتی کاموں کا زیادہ حصہ روس ہی کو مل جائے گا۔

روس کی ہمدردی مسلمان، غیر مسلم، عرب یا عجم کسی کے ساتھ نہیں اور نہ ہی اس کی پالیسی کا حصہ ہے، روس دنیا میں اپنے مفادات اور اقتصادی میدان میں بلند مقام حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔

غاصب یہود جو عظیم اسرائیل کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اس کی سرحدیں مدینہ منورہ سے خیبر تک پھیلانا چاہتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سرزمین ان کے اباؤ اجداد کی ہے جو یہاں سے نکالے گئے تھے، مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسجد اقصیٰ منہدم کرنے کی جسارت کریں گے اور اپنے غیر قانونی ملک کی سرحدیں اتنی پھیلانے کی کوشش کریں گے جن کا نقشہ انہوں نے پہلے سے بنایا ہے۔

یہ طاغوتی قوتوں کے خطرناک عزائم اور ارادے ہیں لیکن ہوگا وہ جو ہمارے رب کی مرضی ہو ویسے تو امریکہ بھی درجنوں مغربی ممالک کے ساتھ افغانستان آیا تھا جن کے عزائم نہایت خطرناک تھے، بارہ برس تک ہر قسم جانی و مالی نقصان سہنے کے بعد نتیجہ ہمارے سامنے ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ امریکہ اور تمام مغربی ممالک اپنی شکست کا اعتراف کر رہے ہیں اور رسوا کن شکست کے نتیجے میں راہ فرار اختیار کرنے کے درپے ہیں۔

یہاں پر بھی ان کے مذموم عزائم کامیاب نہیں ہوں گے اور بڑی رسوا کن شکست سے دوچار ہو جائیں گے، تمام عرب بالخصوص سعودی کے نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ زیادہ ہے، انہیں جہاد کے ساتھ محبت ہے اور جہاد کے میدان کے لئے بڑے بلند حوصلے سے جاتے ہیں جن کے مدمقابل امریکی ہوتے ہیں ان کا یہ احساس طاغوتی قوتوں کے عزائم خاک میں ملائیں گے اور یہاں ان کی شکست تابوت میں آخری کیل ثابت ہو کر ہمیشہ کے لئے ان کے نیست و نابود ہونے کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ۔

● ● ●

بقیہ از: ایران امریکہ نئے روابط مصلحت یا حقیقی پالیسی؟

اسی طرح امریکہ سلامتی کونسل کی عائد کردہ پابندیوں کو اپنی انفرادی کوشش سے بھی ختم نہیں کرا سکتے، نہ ہی دوسری بڑی طاقتیں جو ایران کے جوہری پروگرام کو مشتبہ سمجھتے ہوئے اس پر پابندی لگوا چکی ہیں۔ اس کے لئے سلامتی کونسل ایران سے مطالبہ کرے گی کی اگر اس کا جوہری پروگرام پر امن مقاصد کے لئے ہے تو وہ اپنی ساری تنصیبات بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی کے معائنہ کاروں کے لئے کھول دے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ایران اس مطالبہ کو مانتا ہے یا نہیں؟۔ امریکہ کے ساتھ روابط استوار کرنے کی خاطر حالیہ اقدامات کوئی مصلحت ہے یا حقیقی پالیسی؟ جس کے تحت اس نے ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے خلاف اپنے موقف کا اظہار کیا ہے؟؟۔

◆ ◆ ◆

عوامی رہنما اور علماء مجاہدین کے کردار اور اعمال سے بہت خوش ہیں۔

مرکزی عسکری کمیشن کے نمائندے حاجی حکمت اللہ سے تفصیلی گفتگو

انٹرویو: قاری محمد یونس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم قارئین! امارت اسلامیہ افغانستان کے مرکزی عسکری کمیشن کی جانب سے حال ہی میں ملک کے مختلف صوبوں میں مجاہدین کی نگرانی اور ہمہ پہلو معلومات کے حصول کے لیے اعلی سطحی وفود بھیجے گئے تھے۔ اپنے انٹرویوز کے سلسلے میں ہم اس بار آپ کے لیے صوبہ زابل کی جانب بھیجے گئے وفد کے ساتھ ماہنامہ شریعت کی ہونے والی معلومات افزا گفتگو پیش کر رہے ہیں امید ہے قارئین پسند فرمائیں گے۔

سوال: محترم! گفتگو کے اصول کے مطابق سب سے پہلے اپنا تعارف کرائیں اور بتائیں کہ صوبہ زابل کی جانب بھیجے جانے والے وفد میں کون کون شامل تھے اور ان کی قیادت کون کر رہا تھا؟

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وبعد، صوبہ زابل کی جانب جانے والے وفد میں، میں {حاجی حکمت اللہ} ،مولوی فضل الرحمن صاحب اور مولوی محبوب صاحب شامل تھے۔ وفد کی قیادت بھی میرے ذمے تھی۔

سوال: حاجی صاحب مہربانی فرمائیں گفتگو کے آغاز میں صوبہ زابل کے عمومی جہادی حالات پر روشنی ڈالیں۔

جواب: صوبہ زابل ان صوبوں میں سر فہرست ہے جہاں بہت سے علاقے فتح ہو چکے ہیں۔ امارت اسلامیہ کی حکومت وہاں مستحکم ہو گئی ہے۔ محدود علاقوں میں خارجی جارحیت پسند اور کٹھ پتلی فوجی رہتے ہیں۔ صوبہ زابل کے سارے مواصلاتی راستے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ ایک ضلع سے دوسرے ضلع کی جانب سفر کے دوران ہم پورے اطمینان سے سفر کرتے۔ یہ الگ بات ہے کہ راستے میں کہیں دشمن سے سامنا ہونے کا خطرہ بہر حال موجود رہتا تھا، اس کے علاوہ ہم نے پورے اطمینان سے سفر کیا اور تمام اضلاع میں ذمہ داروں اور عام مجاہدین سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔

صوبہ زابل کے مجاہدین کی وہ خدمت جو انہوں نے دوسرے صوبوں کے مجاہدین کے لیے انجام دی وہ فعال وائرلیس سسٹم کے ذریعے تمام راستوں کی نگرانی اور ایک صوبے سے دوسرے صوبے کی جانب مجاہدین کے آنے جانے کا پر امن طریقہ ترتیب دینا ہے۔ مثلا اگر مجاہدین غزنی سے قندھار یا قندھار سے غزنی کے راستے دوسرے صوبے کی جانب جانا چاہتے ہیں تو زابل کے مجاہدین تمام حساس پوائنٹس پر موجود وائرلیس بردار پہرہ داروں کے تعاون سے ہیلی کاپٹر اور دشمن کے دیگر حرکات کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور جانے والے مجاہدین کو اس حوالے سے مسلسل معلومات فراہم کرتے ہیں۔ صوبہ زابل میں کچھ ایسے اضلاع بھی ہیں جہاں مکمل طور پر امارت اسلامیہ کی حکومت قائم ہے۔ بہت سے اضلاع ایسے ہیں جہاں صرف ضلعی کمشنر کی عمارت پر دشمن کا قبضہ باقی ہے ضلع کے باقی حصے سارے کے سارے مجاہدین کے قبضے میں ہیں۔

صوبہ زابل کے تمام اضلاع میں امارت اسلامیہ کے مکمل عسکری اور عوامی تشکیلات فعال ہیں۔ ہر عہدیدار پوری ذمہ داری سے اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ انصاف کے حصول کے لیے زابل کے عوام کا واحد مرجع اسی علاقے میں قائم امارت اسلامیہ کی حکومت ہے، خصوصا قضا کے مسائل کے متعلق عوام کی تمام تر مشکلات امارت اسلامیہ کے قاضیوں کی جانب سے حل کی جاتی ہیں۔

سوال: محترم حاجی صاحب زابل کے وہ اضلاع جن کی تمام تر صورتحال آپ نے انتہائی قریب سے دیکھی ان کے متعلق مختصر معلومات قارئین کے ساتھ شریک کریں۔

جواب: ہم نے صوبہ زابل کے مرکز قلات کے مضافاتی علاقے اور گیارہ اضلاع کے حالات کا انتہائی قریب سے مشاہدہ کیا۔ اور امارت اسلامیہ کے علاقائی ذمہ داروں سے ان اضلاع کے حوالے سے تفصیلی گفتگو بھی کی۔ یہاں میں ہر ضلع کے بارے مختصر معلومات آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔

مرکز قلات: صوبہ زابل کے مرکز قلات شہر کے قریبی علاقوں میں مجاہدین فعال طور پر موجود ہیں، قلات شہر میں بھی مجاہدین وقتاً فوقتاً گوریلا حملے کرتے رہتے ہیں۔ قلات شہر اور مضافاتی علاقوں کے رہائشی لوگ اپنے حقوق کے دعوے اور فیصلے کرزئی انتظامیہ کی بجائے امارت اسلامیہ کی جانب سے متعین کردہ کمیشنوں کے ذریعے حل کرواتے ہیں۔ لوگ دیگر تمام اداروں کی بنسبت امارت اسلامیہ کے فیصلوں پر زیادہ راضی اور خوش ہیں۔

خاک افغان: ضلع خاک افغان مکمل طور پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی جانب سے فتح کیا جاچکا ہے۔ اس ضلع کے تمام امور انتہائی منظم طریقے سے امارت اسلامیہ کے ذمہ داروں کی جانب سے ادا کیے جاتے ہیں۔ عام لوگ امن اور خوشحالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

دایچوپان: ضلع دایچوپان کے تمام علاقے مجاہدین کے قبضے ہیں۔ دشمن وہاں کے ایک قلعے میں محاصرے میں قید ہے۔ مجاہدین نے ضلعی انتظامیہ کے دفتر کے قریب پانچ سو میٹر کے فاصلے پر سیکیورٹی چیک پوسٹ بنا رکھا ہے جہاں سے وہ دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتے ہیں۔

ارغنداب: ضلع ارغنداب میں بھی بہت سے علاقے مجاہدین کے قبضے میں ہیں مگر دشمن نے بھی ضلعی ہیڈ کوارٹر سمیت مختلف علاقوں میں چیک پوسٹیں قائم کی ہیں جو وقتاً فوقتاً مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنتی ہیں۔ ارغنداب میں دشمن مجاہدین کے مقابلے میں اب دفاعی پوزیشن پر ہے۔ اب امید ہے دشمن زیادہ عرصہ مقابلہ نہیں کرسکے گا۔

میزانہ: ضلع میزانہ کے مجاہدین بھی الحمد للہ دشمن کے مقابلے میں بلند مورال کے ساتھ لڑ رہے ہیں، ہمارے وفد کے ساتھ ملاقات سے کچھ عرصہ قبل مجاہدین نے سخت مقابلے میں دشمن کو اس بات پر مجبور کردیا کہ چھ چیک پوسٹیں مکمل طور پر ہتھیار ڈالدیں۔ صوبہ زابل کے مرکز قلات سے میزانہ تک جو راستہ جاتا ہے وہاں جگہ جگہ دشمن نے سیکیورٹی چیک پوسٹیں قائم کی ہیں جو اب مجاہدین کے مسلسل حملوں سے تنگ آگئے ہیں۔

شاہ جوئی: چونکہ ضلع شاہ جوئی صوبہ زابل کے انتہائی اہم اور اسٹریٹجک اہمیت رکھنے والے اضلاع میں سے ہے اس لیے دشمن اس ضلع کی حفاظت پر زیادہ توجہ دے رہا ہے۔ یہاں الحمد للہ مجاہدین بہت فعال ہیں۔ چونکہ اس ضلع کا مرکز اور بہت سے علاقے کابل قندھار شاہراہ پر واقع ہیں اس لیے مجاہدین اس شاہراہ کے مختلف مقامات پر دشمن پر طرح طرح کے تیکنیکی حملے کررہے ہیں۔ دشمن کی رسد فراہم کرنے والی کانوائے یا جنگی گاڑیوں پر حملے کرکے انہیں سخت مالی اور جانی نقصانات سے دوچار کررہے ہیں۔

اس ضلع کے دیہی علاقوں میں اربکیوں کی موجودگی کے باعث کچھ مشکلات پیدا ہوگئی ہیں جن میں عوامی لوگوں پر مظالم، چوریاں اور ڈاکے شامل ہیں۔ یہاں جب مجاہدین اربکیوں پر کوئی حملہ کرتے ہیں تو اربکی اس کا انتقام عام لوگوں سے لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں طالبان تمہارے {عوام کے} تعاون سے ہم پر حملے کرتے ہیں۔ حال میں مجاہدین نے اربکیوں اور دوسرے فوجیوں پر سخت حملے کیے امید ہے مستقبل قریب میں دشمن کو ان علاقوں سے بھی نکال باہر کردیا جائے گا۔

شینکی: ضلع شینکی بھی کافی حد تک مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ یہاں امریکیوں کا ایک بڑا اڈہ موجود ہے جس کے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر مجاہدین ان کے خلاف کارروائیاں کررہے تھے۔ امریکیوں کے راستوں میں بارودی سرنگیں بچھاتے اور بڑے اسلحے کے گولے ان کے کیمپ پر داغتے۔ علاقے کے مجاہدین نے بتایا امریکی اب مزید مجاہدین کے پے درپے حملوں سے تنگ آچکے ہیں۔ اور آثار وشواہد سے ایسا لگتا ہے کہ امریکی اب اس کیمپ سے فرار ہونا چاہتے ہیں۔

ضلع شملزو: اس ضلع کے وسیع علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں اور دشمن پر رسد فراہمی کے تقریباً تمام راستے اب بند کردیے گئے ہیں۔ شینکی اور شملزو کے اضلاع کے درمیان ان کی رسد فراہمی کا جو راستہ ہے ہر دن مجاہدین کے سخت حملوں کا شکار رہتا ہے۔

نوبہار: ضلع نوبہار کا اکثر حصہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔ کچھ علاقوں میں اربکی اور عام فوجی موجود ہیں جو عوام پر سخت مظالم ڈھاتے ہیں۔ امریکی بھی بعض اوقات مجاہدین اور عام لوگوں کے گھروں پر وحشیانہ چھاپے مارتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو گرفتار کرکے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ہم جب وہاں موجود تھے تب بھی اس علاقے پر امریکیوں کے ہیلی کاپٹر اور دیگر طیارے چھاپے مارنے کے لیے فضا میں گردش کررہے تھے۔ وہ چاہتے تھے نیچے اتر جائیں مگر مجاہدین کی جوابی فائرنگ کے باعث ان کے لیے اترنا مشکل ہورہا تھا۔ اس لیے وہ ناکام واپس لوٹ گئے۔

اتغر: یہ ضلع بھی ضلع شملزو کی طرح اربکیوں سے خالی تھا۔ اور اس کے تقریباً تمام علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں تھے۔ دشمن یہاں انتہائی کمزور

حالت میں ہے۔اور عنقریب ان شاء اللہ انہیں ضلع ہیڈ کوارٹر سے بھی نکال دیا جائے گا۔

ضلع سوری: اس ضلع میں بھی ضلع شینکئی کی طرح امریکیوں کا بڑا اڈہ موجود ہے۔ مگر مجاہدین الحمد للہ پوری بہادری سے اپنی خدمت پر قائم ہیں۔ اس علاقے کے اکثر حصے مجاہدین کے زیر انتظام ہیں اور ممکن ہے ضلع کے تمام علاقوں میں اپنی کارروائیاں پھیلا دیں۔

سوال: وفد کے ہمراہ مختلف علاقوں کے دورے میں آپ لوگ صرف مجاہدین سے ملتے رہے یا عام لوگوں سے بھی ملاقاتیں اور گفتگو ہوئی۔

جواب: ہم نے ہر ضلع میں وہاں کے مجاہدین کے علاوہ علماء، قومی وقبائلی رہنماؤں اور عام لوگوں سے ملاقاتیں کیں۔ ان سے مجاہدین کے کردار اور عام لوگوں سے ان کے رویے اور سلوک کے بارے بات چیت ہوئی۔ لوگوں سے ان کی اپنی ذاتی مشکلات کے حوالے سے پوچھا۔ عوامی رہنما اور علماء الحمد للہ سب مجاہدین کے کردار اور اعمال بہت خوش ہیں اور مجاہدین سے محبت، تعاون اور ان کی حفاظت کو اپنا ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں۔ امارت کی جانب سے لوگوں سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کو علاقے کے مجاہدین سے کوئی شکایت ہو تو پورے اطمینان سے ہمیں بتادیں ہم ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گے۔ لوگوں نے بہت خوشی سے کہا مجاہدین سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے۔

سوال: حاجی صاحب آپ نے صوبہ زابل کے اضلاع میں امارت اسلامیہ کے کونسے ادارے فعال صورت میں دیکھے اور آپ کے خیالات اس بارے میں کیا ہیں؟

جواب: ہم نے صوبہ زابل کے تمام اضلاع میں امارت اسلامیہ کی جانب سے عسکری اور عوامی اداروں کے ضلعی سربراہوں سے ملاقاتیں کیں اور ہر شعبے میں ان کی خدمات کا مشاہدہ کیا۔ عسکری شعبے میں الحمد للہ بہت اعلی انتظامات کئے گئے تھے۔ مجاہدین کے درمیان پوری طرح سے محبت اور اخوت کی فضا قائم تھی۔ ہم مجاہدین کے جس اطاق {ٹھکانے} پر گئے وہاں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی جو خلاف شرع ہو۔ وہ امارت کی جانب سے جاری کردہ تمام فرامین پر عمل پیرا اور اپنی قیادت کی پوری طرح اطاعت کرتے تھے۔ عوامی خدمات کے حوالے سے ہر ضلع کی سطح پر مجاہدین نے عوامی خدمات، ان کی مشکلات اور مسائل کے حل کے لیے ایک ذمہ دار کا تعین کیا گیا تھا جس نے عوام لوگوں کو خوش رکھا تھا۔ بعض اضلاع میں امارت اسلامیہ کی جانب سے مقرر کردہ قاضی بھی موجود ہیں جو لوگوں کے دیوانی مقدمات حل کر کے فیصلے سناتے اور جن علاقوں میں باقاعدہ قاضی متعین نہ تھے علاقے کے ذمہ داروں نے وہاں چند علماء کو متعین کر دیا تھا کہ حکم بن کر ان کے مقدمات حل کریں۔ تعلیم وتربیت کے شعبے میں بعض اضلاع میں بہت پیش رفت سامنے آئی۔ علاقے کے لوگوں نے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مدرسے قائم کیے تھے مگر بہت سے علاقوں میں مدارس نہ ہونے کے باعث لوگ مجاہدین ہی سے تعاون کی آس باندھے ہوئے تھے۔ صوبہ زابل میں تعلیم وتربیت کے ذمہ داروں کی جانب سے جاری کردہ تعلیمی خدمات کافی نہیں ہیں اس حوالے سے اپنے مسلمان عوام کے مطالبات پر بروقت اور جلد از جلد عمل کیا جائے۔ دعوت وارشاد کمیشن کی کوششیں بھی کافی حد تک کامیاب تھیں۔ اور علاقے کے بہت سے لوگ اس حوالے سے اپنی کوششیں جاری رکھے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے تمام عوامی رہنماؤں کو اطمینان دلایا کہ اگر آپ لوگ کرزئی انتظامیہ سے کسی کو الگ کرنے میں ہمارا تعاون کریں گے تو امارت آپ کی پوری لاج رکھے گی۔ ان سے کیے گئے آپ کے شرعی وعدوں کی پاسداری کی جائے گی اور آپ کی اس خدمت کو پوری قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

سوال: محترم حاجی صاحب گفتگو کے آخر میں مجاہدین اور عوام کے خیالات بارے میں تھوڑا سا آگاہ کر دیں کہ آئندہ صورتحال کے متعلق وہ کیا کہتے تھے؟

جواب: صوبہ زابل کے مجاہدین کے بارے میں تو یہی کہوں گا کہ وہ مستقبل سے بہت پر امید تھے۔ مجاہدین کی روز بروز بڑھتی قوت اور وسیع علاقوں کی فتح وہ کچھ تھا جس نے مجاہدین کا مورال بہت مضبوط کر رکھا تھا۔ ہم سے بات چیت کرتے ہوئے بہت سے مجاہدین نے مضبوط عزم سے کہا کہ ان شاء اللہ، اللہ جل جلالہ کی نصرت اور پاک وطن کی آزادی اب بہت قریب آپہنچی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب یہ مغرور دشمن خاک میں مل جائے گا۔

صوبہ زابل کے مسلمان اور مجاہد پرور عوام کو اس بات پر پورا اعتماد تھا کہ انشاء اللہ بہت جلد ایک بار پھر امارت اسلامیہ کی حکومت قائم ہوگی۔ اور اللہ کے دشمن شکست کھائیں گے۔ انہیں اپنا مستقبل بہت روشن نظر آرہا تھا اور اسلامی نظام کے سائے میں پرامن اور خوشحال زندگی کے لئے پر امید تھے۔

والسلام

ایران امریکہ نئے رابطے مصلحت یا حقیقی پالیسی؟

کالم حسن مومند

شام کے مسئلہ پر امریکہ اور روس کے درمیان جنیوا میں طے پانے والے معاہدہ کے فوراً بعد غیر متوقع طور پر ایران اور امریکہ کے درمیان رابطوں کی خبریں سامنے آنا شروع ہو گئیں۔ امریکی صدر اوبامہ اور ایران کے نومنتخب صدر حسن روحانی کے درمیان خطوط کے تبادلے، صدر روحانی اور اوباما کی جانب سے مختلف ٹی وی انٹرویوز، بیانات اور اخباری کالموں میں اعلانات سامنے آئے کہ ایران اور امریکہ مذاکرات کے ذریعے ایران کے جوہری توانائی کے پروگرام پر پائے جانے والے اختلافات اور تحفظات کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اس پس منظر میں اس سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں ایران کے نومنتخب صدر حسن روحانی توجہ کا مرکز رہے۔ ذرائع ابلاغ اور سفارت کاروں کی نظریں حسن روحانی کے دورے اور اسمبلی میں خطاب پر تھیں۔ توقع کی جا رہی تھی کہ حسن روحانی اپنے خطاب میں سخت اور تند لہجہ استعمال کرنے سے گریز کریں گے اسی وجہ سے جنرل اسمبلی میں صدر روحانی کے خطاب کے موقع پر اسرائیل واحد ملک تھا جس کے وفد نے واک آؤٹ کیا۔ ماضی میں ایرانی صدر کی جنرل اسمبلی میں تقریر کے موقع پر اسرائیل کے ساتھ امریکہ اور کئی دیگر مغربی ممالک بھی واک آؤٹ میں شریک ہوئے تھے۔ اس دفعہ نہ صرف یہ کہ واک آؤٹ میں کسی نے اسرائیل کا ساتھ نہیں دیا بلکہ اسرائیلی وفد کے اس عمل پر کڑی تنقید کی گئی۔ حتیٰ کہ اسرائیل کے وزیر خزانہ نے بھی اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو کے اس فیصلے کی مخالفت کی۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے حسن روحانی کا خطاب توقع کے عین مطابق تھا۔ ایران کے سابقہ صدر احمدی نژاد کے برعکس صدر روحانی نے جنرل اسمبلی کی تقریر میں معتدل لب ولہجہ اختیار کیا۔ صدر روحانی نے واضح طور پر کہا کہ ایران کا جوہری پروگرام مکمل طور پر پر امن ہے اور اس کی کوئی فوجی جہت نہیں ہے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ ایران کی فوجی حکمت عملی میں جوہری ہتھیاروں کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ایسا بالخصوص اس لئے بھی ہے کہ ایران کے سپریم لیڈر اپنے فتووں میں جوہری ہتھیار بنانے اور ان کے استعمال کو غیر اسلامی اور غیر انسانی قرار دے چکے ہیں۔

صدر روحانی نے کہا کہ ایران، امریکہ، مغرب اور بین الاقوامی برادری کے تمام شکوک وشبہات اور تحفظات دور کرنے کے لئے مذاکرات پر تیار ہے انہوں نے ایران کے خلاف امریکہ، مغرب اور سلامتی کونسل کی طرف سے عائد کی گئی پابندیوں کو غیر اخلاقی، غیر قانونی اور جارحانہ قرار دیا۔

اس سے قبل ایرانی صدر نے ایران کے روایتی مطالبے کا اعادہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب اسے پر امن مقاصد کے لئے جوہری توانائی میں تحقیق کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا وہ یورینیم کی افزودگی جاری رکھے گا تاہم ایٹم نہیں بنائے گا۔

اس تناظر میں یہ کہنا بجا ہو گا کہ ایران اور مغربی دنیا کے مابین تعلقات کی بہتری کی راہ میں رکاوٹ محض تہران کا متنازعہ ایٹمی پروگرام نہیں رہا بلکہ ایران کے سابق صدر احمدی نژاد کے خلاف تند وتیز بیانات بھی اس کی بڑی وجہ رہے ہیں۔

یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ مغربی طاقتوں کو شک ہے کہ ایران جوہری ہتھیار تیار کرنا چاہتا ہے تاہم ایران اس الزام کو رد کرتا آ رہا ہے، ایران کا شروع ہی سے یہ موقف تھا کہ وہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت پر امن مقاصد کے لئے یورینیم کی افزودگی کا حق رکھتا ہے تاہم گزشتہ حکومت کے دوران متعدد بار اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کی طرف سے یہ اشارے بھی دیئے گئے کہ ایران کو ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری سے بھی نہیں روکا جا سکتا، کئی دفعہ تو یہ تاثر بھی دیا گیا کہ ایران ایٹمی ہتھیار تیار کرنے کی منزل سے بہت تھوڑے فاصلے پر ہے۔

اقوام متحدہ کے ایٹمی توانائی کے ادارے سمیت کئی ادارے اور ممالک ایران کو اس پروگرام سے دستبردار کرنے کی کوشش کر چکے ہیں لیکن ایران اپنے موقف پر قائم رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے

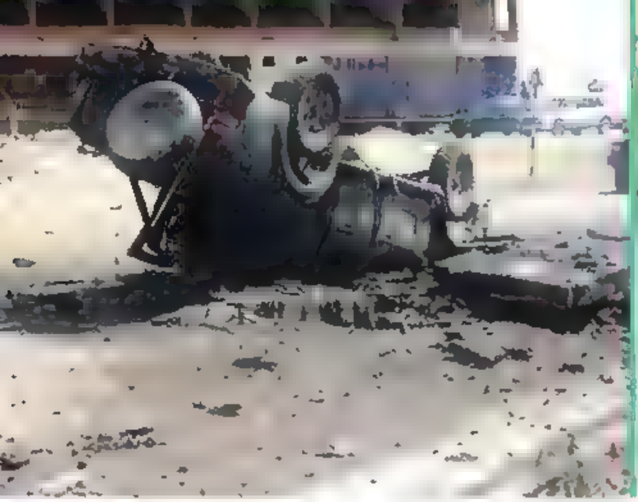
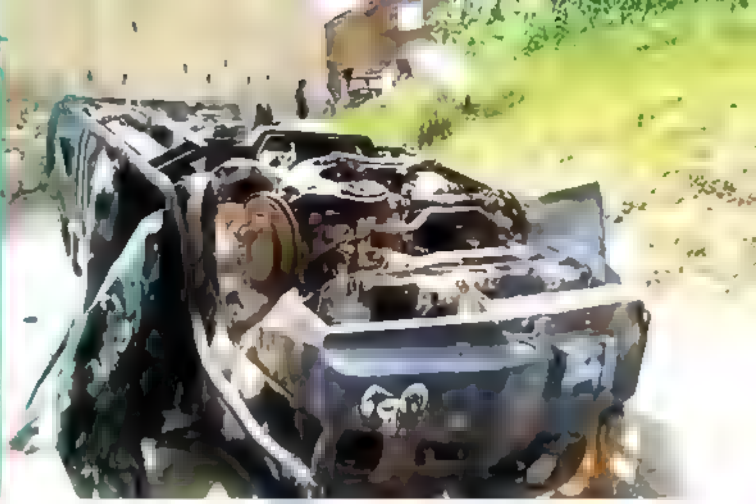

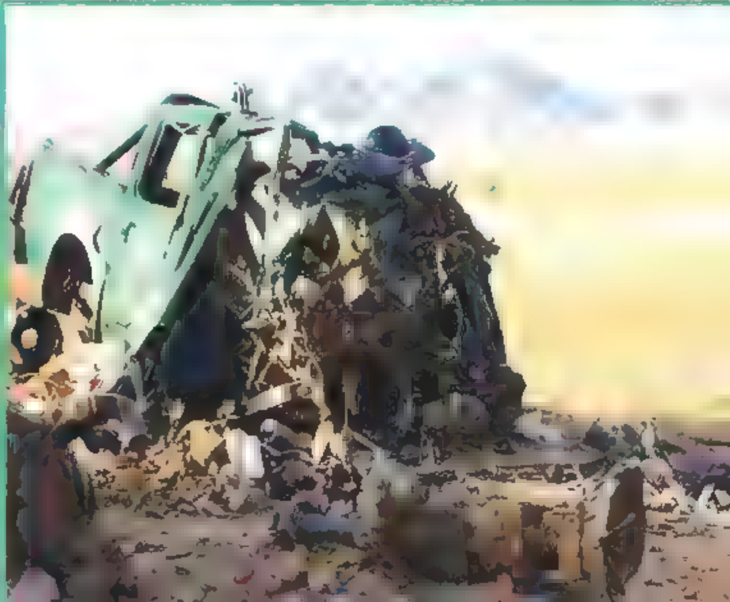

الزام لگایا ہے کہ ایران جوہری ہتھیار تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس مقصد کے لئے ایرانی جوہری تنصیبات میں یورینیم کو اعلیٰ سطح پر افزودہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے لیکن ایران کا مسلسل یہی اصرار ہے کہ اس کا جوہری پروگرام سراسر پرامن مقاصد کے لئے ہے اور اس کی کوئی فوجی جہت نہیں۔

امریکہ اور دیگر مغربی طاقتیں اپنی پیشکش پر ایران سے واضح اور ٹھوس جواب چاہتی ہیں اور یقین رکھتی ہیں کہ ایران کی پالیسی اس بارے میں غیر واضح اور منافقانہ طرز عمل کی حامل ہے۔ اس کے قول و فعل میں تضاد ہے، وہ اقوام متحدہ کے ایٹمی توانائی کے ادارے کے ساتھ وہ تعاون نہیں کرتا جس کا اس سے مطالبہ کیا جاتا رہا ہے، وہ وقت کو طول دے کر ایٹم بم بنانے تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایران پر کئی اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں، جن سے ایرانی معیشت کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے اور افراط زر آخری حد تک پہنچ گیا ہے، مہنگائی اور بے روزگاری بھی ماضی کی بہ نسبت زیادہ ہو گئی۔

افراط زر، کمر توڑ مہنگائی، بے روزگاری اور اپنی زندگی میں گراوٹ ایرانی قوم سے برداشت نہ ہو پائی۔ اس لئے ایٹمی پروگرام کے بارے میں ایران کے سخت موقف کی عملی تردید اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا خطرہ دن بدن بڑھ رہا تھا۔ جس کا کچھ مظاہرہ ایران کے حالیہ صدارتی انتخابات میں بھی ہوا۔ روحانی کی جیت اور احمدی نژاد کے حمایت یافتہ امیدوار کی شکست جوہری اسلحہ سازی اور اس بارے میں ایران کے سخت موقف کے خلاف گویا ریفرنڈم تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایران کا حکمران طبقہ اقتصادی پابندیوں اور قوم پر اس کے اثرات بد مرتب ہونے کے باعث دو دھڑوں میں بٹ گیا ہے۔ ایک طبقہ ایران کو خطے میں بالادستی قائم کرنے اور بیرونی یرغال سے دفاع کے لئے اسے جوہری طاقت بنانا چاہتا ہے جبکہ دوسرا طبقہ ان پابندیوں سے ایران کی اقتصادی حالت تباہی سے دوچار ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا اور امریکہ سے دب کر صلح کرنا چاہتا ہے، چنانچہ اس مکتب فکر کے حامل رہنماؤں ہاشمی، رفسنجانی، خاتمی اور روحانی ہیں۔ تو منتخب صدر حسن روحانی نے اپنی انتخابی مہم کے دوران اور بطور صدر پارلیمان سے اپنے پہلے خطاب میں بھی ملک کی معاشی مسائل حل کرنے کو اپنی اولین ترجیح قرار دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی حسن روحانی نے کہا تھا کہ وہ مغرب کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

حسن روحانی کے صدر منتخب ہونے کے بعد جہاں داخلی طور پر بہت سی پالیسیوں میں نمایاں تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں وہیں مغرب کے ساتھ ایران کے تعلقات کی بحالی اور ایٹمی تنازعات کے حل کے معاملے میں بھی بظاہر کافی پیش رفت منظر عام پر آئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ حسن روحانی کی پالیسیاں سابق صدر احمدی نژاد کی پالیسیوں کا یوٹرن ہیں۔

ایرانی صدر حسن روحانی کا کہنا ہے کہ وہ 3 سے 6 ماہ کے عرصے تک اپنے ملک کے ایٹمی پروگرام پر عالمی طاقتوں سے سمجھوتہ چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایران اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان اور جرمنی سے اپنے جوہری پروگرام کے حوالے سے 2006 سے بات چیت کر رہا ہے جو ابھی تک نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکی۔ اقوام متحدہ کے ایٹمی توانائی کے ادارے سمیت کئی ادارے اور ممالک ایران کو ایٹمی پروگرام سے دستبردار کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ لیکن ایران اپنے موقف پر قائم رہا ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا کہنا ہے کہ ایران جوہری ہتھیار تیار کرنے کی خفیہ کوشش کر رہا ہے اور اس مقصد کے لئے ایرانی جوہری تنصیبات میں یورینیم کو اعلیٰ سطح پر افزودہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے جبکہ ایران انکار کی سابقہ روش پر تا حال قائم ہے۔

اب بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صورتحال یکسر تبدیل ہو چکی ہے۔ صدارت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے فوراً بعد صدر حسن روحانی نے امریکہ کے صدر اوباما کو ایک خط لکھا جس میں یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ان کا ملک ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے خلاف ہے اور یورینیم کی پر امن مقاصد کے لئے افزودگی پر یقین رکھتا ہے۔ خفیہ طور پر صدر امریکہ کو ان کے خط لکھنے کا واقعہ ہر گز معمولی نوعیت کا نہیں تھا، یقیناً اس معاملے میں انہیں ایران کے روحانی رہنما اور سپریم لیڈر آیت اللہ خامنہ ای کا اعتماد اور رہنمائی حاصل ہو گی۔ ایران کے روحانی رہنما نے بھی صدر حسن روحانی کو ایٹمی پروگرام کے حوالے سے امریکہ کے ساتھ براہ راست مذاکرات کا اختیار دے کر ایک بہت بڑا اور حیران کن قدم اٹھایا اور اس سے بھی زیادہ حیران کن بلکہ دھچکہ دینے والا اقدام وہ تھا جب علی خامنہ ای نے امریکہ سے مذاکرات کی راہ ہموار کرنے کے لئے یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ ایران جوہری بم کبھی نہیں بنائے گا کیونکہ اسلام ایسے نسل کش اسلحے کی تیاری اور استعمال کی اجازت نہیں دیتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوباما نے ایران کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا [سپریم لیڈر جن کے ہاتھ میں امور ریاست کا کلی اختیار ہوتا ہے] کی بات

میں وزن محسوس کرتے ہوئے اصولاً پرامن مقاصد کے لئے یورینیم افزودگی کے حق کو تسلیم کرلیا البتہ اس امید کے ساتھ کہ ایران جوہری ہتھیار بنانے سے دستبردار ہوجائے گا۔اس بارے میں براہ راست رابطہ قائم کرنے کے لئے امریکہ چاہتا تھا کہ اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر امریکی صدر بارک اوبامہ اور ایرانی صدر حسن روحانی کے درمیان کوئی باضابطہ یا غیر رسمی ملاقات ہوجائے تاہم یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

نیویارک سے واپسی پر حسن روحانی نے تہران میں اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ نیویارک جانے سے پہلے اور نیویارک میں قیام کے دوران امریکی حکومت کی طرف سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ دونوں صدور کے درمیان کوئی باضابطہ ملاقات ہوسکے لیکن ایران کی جانب سے امریکیوں کو بتایا گیا کہ ابھی اس ملاقات کے لئے مناسب ہوم ورک موجود نہیں ہے، اس پر امریکیوں کی جانب سے یہ تجویز کیا گیا کہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی جانب سے جنرل اسمبلی میں شریک رہنماؤں کے لئے لنچ کے موقع پر دونوں صدور کے درمیان مصافحہ کا اہتمام کیا جائے تاہم ایرانیوں نے نرمی کے ساتھ امریکہ کی اس تجویز کو بھی رد کردیا۔صدر اوباما کے ترجمان کا کہنا تھا کہ غالباً صدر روحانی کو ایران میں سخت گیر موقف رکھنے والے عناصر کی جانب سے تحفظات تھے۔

اگرچہ روحانی اور اوبامہ کے درمیان ملاقات کی توقعات تو پوری نہیں ہوسکیں تاہم نیویارک میں روحانی کے قیام کے آخری دن 27 ستمبر کو دونوں صدور کے درمیان پندرہ منٹ ٹیلی فونک رسمی گفتگو ہوئی۔ایران اور امریکہ کے درمیان اس اعلیٰ سطح کا براہ راست رابطہ 34 برس بعد سامنے آیا ہے۔1979 میں ایرانی انقلاب کے بعد ایرانی طالب علموں کی جانب سے امریکی سفارتخانے پر قبضہ کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات منقطع ہوگئے تھے چنانچہ اس ٹیلی فونک رابطہ کو ایک بڑی سفارتی پیش رفت قرار دیا جارہا ہے۔سفارتی نقطہ نظر سے تو یہ بڑی خوش آئند پیش رفت تھی لیکن ابھی تک نہ مسئلے کا یقینی حل نکل آیا ہے اور نہ ہی روحانی کی کوششیں تمام ایرانی قوم کے لئے قابل قبول ہیں۔28 ستمبر کو ایرانی صدر کی وطن واپسی پر ان کا کردار متنازعہ ہوگیا تھا کیونکہ تہران ہوائی اڈہ پر جہاں ان کے حامیوں کا جم غفیر ان کے کامیاب دورے پر ان کی پذیرائی کے لئے موجود تھا وہاں ایسے لوگوں کی بھی ایک تعداد موجود تھی جنہوں نے ہولوکاسٹ [یہودیوں پر مظالم کی جھوٹی داستان] کے حق میں بیان دینے پر ان کی شدید مخالفت کی۔جیسا کہ ان کا صدر کی سواری پر جوتے اور انڈے پھینکنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

امریکہ کے ساتھ روابط قائم کرنے کا مقصد اسرائیل اور امریکا کی جانب سے ایران پر متوقع حملے کی روک تھام اور اقتصادی پابندیوں کا ختم ہونا ہے لیکن ایرانیوں کو سمجھنا چاہئے کہ یہ اتنی معمولی نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے کہ ایک ٹیلیفونک رابطہ سے حل ہوسکے۔جہاں تک حملے کی بات ہے تو یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکہ بہت محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا ہے، حالیہ رابطے کے بارے میں واشنگٹن کی طرف سے خیر مقدمی جذبات کا اظہار اس انداز میں نہیں کیا گیا جس کی ایرانیوں کو توقع تھی۔گو امریکہ سفارتی ذرائع سے اس تنازعے کے حل کو ترجیح دے گا لیکن اس نے ایران کے جوہری منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے اس پر فوجی حملے کا اختیار محفوظ رکھا۔مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے بارے میں امریکی پالیسی بیان کرتے ہوئے امریکی صدر نے واضح کیا کہ جہاں بھی سفارت کاری ناکام ہوگی، امریکہ براہ راست فوجی کارروائی سے گریز نہیں کرے گا۔امریکی صدر نے کہا کہ وہ ایران کے جوہری معاملات کا پرامن حل چاہتے ہیں لیکن وہ کسی صورت بھی ایران کو جوہری اسلحہ حاصل نہیں کرنے دیں گے۔

اگرچہ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے بھی جنرل اسمبلی میں حسب روایت اسرائیل کی جانب سے تن تنہا کارروائی کی زبان استعمال کی ہے تاہم دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل اکیلے ایران کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتا، ایران کے خلاف کسی اسرائیلی کارروائی کا واحد مقصد ایران اور امریکہ کے درمیان جنگ کا اہتمام کرنا ہوگا۔اور ایسی صورتحال میں جبکہ امریکہ اور ایران میں براہ راست مذاکرات ہورہے ہوں، اسرائیل، امریکہ اور یورپ کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا۔

امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کے بارے میں، میں اتنا کہوں گا کہ اگرچہ یہ پابندیاں بین الاقوامی اصولوں کے بالکل منافی ہیں لیکن اگر اوبامہ چاہے بھی تو امریکی کانگریس آسانی سے اقتصادی پابندیاں اٹھانے کی اجازت نہیں دے گی۔امریکی کانگریس کی لگائی ہوئی پابندیاں تو صرف وہی اٹھا سکتی ہے اور اس پر اوبامہ کا کوئی بس نہیں چلتا۔جیسا کہ صحت کے بارے میں وہ اپنی مجوزہ تجویز منظور نہ کرا سکا۔

بقیہ صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمالیں۔

نظریات کی کہانی

محمد فرہاد جانباز

میرے دوست عبد اللہ غازی کہنے لگے... "جناب من! کئی دنوں سے ایک پریشان کن بات میرے دماغ کی چولیں ہلا رہی ہے۔ میں نے کئی رُخوں سے ڈھونڈا اور دیکھا، لیکن اس علجان کو ختم کرنے والا کوئی رُخ سامنے آکر نہیں دیتا۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے مسلم ممالک کے چوٹی کے سیاسی لیڈر، عقیدت کی بلندیوں کو چھونے والے مذہبی راہ نما اور طاقت و قوت کی اڑانیں بھرنے والے فوجی جنرل اپنے نظریے پر ثابت قدم کیوں نہیں رہتے؟ جب بھی ان کا کسی مغربی ملک، یورپی ریاست، اور نیٹو ممبر کنٹری میں جانا ہوتا ہے۔ انہیں کسی بھی نوعیت کے دورے کی دعوت دی جائے، تو واپسی پر ان کی سوچوں کا دھارا ہی تبدیل ہو گیا ہوتا ہے۔ ان کے افکار قومی نظریے سے متصادم ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ البتہ اتنا ہی رہتا تو معاملہ کسی حد تک زیادہ سنجیدگی اختیار نہ کرتا۔ لیکن یہ اس حد سے باہر نکل کر "سانحاتی کیفیت" میں تب ڈھل جاتا ہے، جب ان کے اکاؤنٹس میں حرام مال کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ ان کی جیبوں سے مغربی گدھوں کا پس خوردہ جھانک رہا ہوتا ہے اور دلچسپ بات تو یہ ہے کہ وہی طاقت کی اڑانوں کا پورے شہر میں بگل بجانے والے "طائرِ لاہوتی" فوجی جرنیل جب واپس آرہے ہوتے ہیں، تو ان کی پرواز میں واضح کوتاہی نظر آتی ہے۔ وہ شاہین سے گدھ بن جاتے ہیں۔ وہ شراب پینے لگ جاتے ہیں۔ ان کی راتیں نائٹ کلبوں میں گزرنے لگتی ہیں۔ ان کے دن اپنے ہی عوام پر گولہ و بارود برسانے میں صرف ہو جاتے ہیں۔ ان کی صبحیں، شراب کے خمار میں طلوع ہوتی ہیں اور ان کی شامیں بے نام اور بے نسب بچے پیدا کرنے والی لڑکیوں کی باہوں میں جھولتے ہوئے بیتنے لگتی ہیں"۔

عبد اللہ غازی کے دلِ مسلم کا دھواں فضا میں تیر رہا تھا۔ غمِ امت کی بوندیں ان کی بڑی بڑی روشن آنکھوں سے ٹپکنے لگی تھیں۔ درد بڑھتا جا رہا تھا اور فضا سوگوار ہونے لگی تھی۔ انہوں نے اپنے نازک دل کا آخری پھپھولا پھوڑتے ہوئے اپنے لبوں کو جنبش دی... فرہاد بھائی! ابھی بات سمجھ نہیں آرہی کہ ایک آدمی مسلمان ہو، پھر وہ اسلامی فوج میں بڑے عہدے پر ہو، وہ امریکی مجسمۂ آزادی کے پجاریوں کے کہنے پر اپنے نظریے سے دست بردار کیوں ہو جاتا ہے؟ وہ دولت کی دیوی کو سجدہ کیوں کرنے لگ جاتا ہے؟ بھیا! کیا نظریہ ایسی متاع ہے، جسے وقت پڑنے پر جوتے کی نوک سے دُور پھینک دیا جائے!!!"

میرا دل اب بھی رو رہا ہے۔ میری آنکھوں میں اب بھی نمی ہے۔ میرا جگر اب بھی سلگ رہا ہے۔ میرے دل میں تب بھی درد، غم، تڑپ اور حزن کی موجیں اتھل پتھل مچا رہی تھیں۔ بے اختیار میرے سینے سے ایک سرد آہ نکلی اور زبان گویا ہوئی... "جی غازی صاحب! آپ کی بات بجا ہے۔ واقعۃً نظریہ ایسی حقیر متاع اور بے وقعت سامان نہیں ہے، اسے ہرگز نہیں چھوڑا جاسکتا۔ نظریے کے بغیر انسان زندہ نہیں، بلکہ معاشرے کو تعفن زدہ کرنے والی چلتی پھرتی بدبودار لاش ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اپنے نظریے کو بے لباس جسم حاصل کرنے کے لیے حرص و ہوس اور لالچ کی بھٹی میں جھونک دے اور ایسا کرنے والا ہو بھی مسلمان!! جب کہ ایک مسلم کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ پیدا بھی نظریے پر ہوتا ہے۔ اسکا شباب اور بڑھاپا بھی اسلامی نظریاتی محور کے گرد دیوانہ وار چکر کاٹتے ہوئے گزرنا چاہیے۔ اس کی موت بھی نظریے پر واقع ہونی چاہیے۔ اس کے عقائد:... توحید، رسالت، آخرت، کتاب، ملائکہ، جنت و دوزخ وغیرہ درست ہوں۔ اسے اسلامی عبادات کا حقیقی مفہوم، ان کی اہمیت، ان کے سماجی و تہذیبی فوائد سے واقفیت ہو۔ اس کے نزدیک تمام عبادات کا منتہائے مقصود، جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہو۔ "فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ" کی روشنی میں اسلام کا تصورِ قومیت، امت وحید کا جہانی نظریہ، مسلمان خلیفہ اور انسانی برادری کا وسیع نظریۂ مساوات اس کے سامنے روشن ہو۔ اسلامی تہذیب اور کفریہ تمدن کے تقابلی موازنے سے حاصل ہونے والے نتائج سے شناسائی رکھتا ہو۔ اسلام میں دولت کی منصفانہ تقسیم اور دیگر غیر اسلامی نظاموں کی تنگ دامنی چیرہ دستیوں سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ اسلام اور

کفر کے سیاسی و اخلاقی معیارات سے آشنائی رکھتا ہو۔ اسلام کے معاشرتی نظام، اس کی بلند آہنگی کی وجوہات اور مغربی دنیا کی ناگفتہ بہ صورت حال کا تازہ بہ تازہ نقشہ ہر دم اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ اسلام کا مہیا کیا جانے والا تصورِ خدا اور منسوخ یہودیت، تحریف شدہ عیسائیت اور ہندومت، بدھ مت وغیرہ کا خود تراشیدہ تصورِ خدا اسے ازبر ہو۔ اسلام کی نظر میں مقدس ہستیوں کے تقدس کا دوسرے مذاہب میں موجود اسی تقدس و احترام کا تقابلی مطالعہ اس کی نظروں میں عیاں ہو۔ وہ الحب للہ والبغض للہ کی ایک چلتی پھرتی تصویر ہو۔ وہ کافروں کے لیے سخت گیر اور مسلمانوں پر نرم خُو ہو۔ یہی اس کی حیاتِ فانی کا وہ نصب العین ہے، جو اس کی چار روزہ زندگی کو پابندگی بنا کر جاوداں کر سکتا ہے۔ اسے ہر دم، ہر لحہ، اور ہر لحظہ مقصدِ پیدائش، تخلیقِ وطن اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ایسا طاقت ور ترین احساس ہو، جو اس کے اندر ہر آن مسلمانوں کے پیارے اللہ، ان کے محبوب رسول، ان کی شان دار کتاب، ان کی لاثانی تہذیب، ان کے لاجواب اسوۂ حسنہ پر مر مٹنے کا جان دار جذبہ موجزن رکھے۔ انہی نظریات کی روشنی میں حاصل ہونے والی چند لفظی جملے میں جس عمل کا تقاضا اس نظریاتی مسلم سے کیا جارہا ہے، وہ اس پر اپنی ذہانت، اپنی شجاعت، اپنی امانت، اپنی دیانت، اپنی توانائی، اپنی فرصت اور سب سے بڑھ کے اپنی زندگی کھپا دے۔ اسے تو اسلامی " نظریات کی کہانی " کا ایسا کردار ہونا چاہیے، جو دوسروں کے لیے نمونۂ عمل ہو۔ یعنی! " نظریۂ احیائے اسلام، اعلائے کلمۃ اللہ، استحکامِ دینِ خدا اور بقائے نبوتِ رسول اللہ ﷺ " پر ہی اس کی صبحِ صادق ہو۔ اسی پر ہی اس کی شام کا دھندلکا چھائے۔ اسی پر ہی اس کا دن گزرے اور اسی پر ہی اس کی رات بیتے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ ایک مسلمان راہ نما ان نظریات کو حاصل کہاں سے کرے؟ ظاہر ہے یہ کام تعلیم گاہیں انجام دیتی ہیں۔ لیکن بنگلہ دیش سے مراکش تک اور جنوبی ایشیاء سے لے کر شمالی ایشیاء تک بسنے والے مسلم ممالک کی درس گاہوں میں اسلام کے نظریے کی ترویج کے بجائے لارڈ میکالے کا نظریۂ تعلیم پڑھایا جارہا ہے۔ " آج ہر اسکول میں داخل ہو کر تعلیم پانے والی مسلم نسل رنگ، خون اور نسل کے اعتبار سے بنگلہ دیشی، ہندوستانی، پاکستانی، افغانی، ایرانی، شامی، لبنانی، اردنی، سعودی، اماراتی، قطری، کویتی، عراقی، یمنی، مصری، صومالی، مراکشی، الجزائری، لیبائی اور سوڈانی ہے، مگر فکر و نظر اور عمل و کردار کے لحاظ سے انگریزی کارخانے کے ایک فاضل پرزے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ " آج مسلم ممالک کے انگلیوں پر گن لیے جانے والے چند پختہ فکر مسلمان راہ نماؤں کے علاوہ اپنی قوم سے نفاق، غداری، فریب، دھوکا، رشوت، شہوت، لالچ، حرص و ہوس کا معاملہ کرنے والے کافر دماغ اور سراسر اسلام سے متصادم سوچ اور اسلام کو للکارنے والے ہندو فکر گھٹیا اور ٹکے کے " آدمی نماؤں " کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ہاتھوں کے ساتھ پیروں کی انگلیاں بھی ملا کر گننا شروع کریں، تو انگلیاں سیکڑوں مرتبہ ختم ہو جائیں، مگر ان بے ہودہ لوگوں کی شمار سے رہ جانے والی تعداد اب بھی باقی ہوگی۔

ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک استاذِ محترم سے یہی سوال کیا تھا کہ "ایک انسان کس طرح اپنے نظریے پر کس طرح ڈٹا رہ سکتا ہے؟" اس پر انہوں نے زبردست حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "ہائیں، وحشت تیرے کی... کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنے نظریے پر مکمل پختگی کے ساتھ جم کر نہ رہ سکے!!!"

میں نے اپنے دوست غازی صاحب سے کہا... جناب! آپ نے جو کہا کہ ہمارے مذہبی، سیاسی، سماجی، رفاہی اور فوجی راہ نما جب مغرب جاتے ہیں تو ڈالر کی چمک، یورو کی دمک، حسنِ نسوانی کی جھلک سے آگاہ کرنے والے عیسائیوں اور یہودیوں کے لبوں کے دھمک سے مرعوب ہو کر خصوصاً سیاسی لیڈر اور بالخصوص فوجی ڈکٹیٹر اپنا قبلہ کیوں تبدیل کر لیتے ہیں؟ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ آپ جس اسلامی نظریے کو پس پشت ڈالنے کی بات کرتے ہیں، وہ ان راہ نمایانِ قوم کو دیا ہی کب جاتا ہے؟ پریپ، نرسری سے لے کر پی ایچ ڈی تک تو ان کو ماؤزے تنگ سے آشنا کیا جاتا ہے۔ لینن اور اسٹالن کی جہاں گیری کے سبق پڑھائے جاتے ہیں۔ رائٹ برادران پڑھائے جاتے ہیں۔ مغربی دانشوروں کا خاکہ دکھایا جاتا ہے۔ افسوس! ہمارے اندلسی آباء کے کارنامے کہاں گئے؟ اللہ و رسول کی تعلیمات کہاں ہیں؟ آزاد خیالی کا صور پھونکا جارہا ہے۔ حالانکہ مسلم ممالک میں یہود و نصاریٰ کی جس درآمد آزاد خیالی سیکولریت کا رونا رویا جاتا ہے۔ وہ فریب خوردگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ وہ صحرا کا سراب ہے۔ جب کہ وہی مغربی آزاد خیال اپنے بچوں کو دی جانے والی تعلیم میں بھی نظریے کا رنگ شامل کیے بغیر نہیں رہتے۔ مغرب جمہوریت کے نام پر قوم پرستی (نیشنلزم) کا زہر اور تعصب گھول کر پلا رہا ہے۔ ان کے ہاں گورے کالے کی تمیز تک کا تعصب ختم نہیں ہو سکا۔ وہ اپنی باطل تہذیب کا رسیا بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 41 پر ملاحظہ فرمالیں۔

تحریر: حبیب مجاهد

طالبان کی کامیاب عسکری حکمت عملی

کچھ عرصہ قبل افغانستان میں نیٹو افواج کے سربراہ جرنل جوزیف ڈانفورڈ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے دعوی کیا کہ رواں سال طالبان جنگ کرنے کا حوصلہ کھو بیٹھے، اور عسکری اہداف حاصل کرنے میں وہ ناکام رہے، ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اب طالبان ماضی کی طرح حملے نہیں کرسکتے۔

مغربی میڈیا نے ان بیان بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کیا لیکن چند ہی دن بعد ان کے نائب نے ایک انٹرویو کے دوران ان کی باتیں مسترد کرتے ہوئے کہا کہ طالبان اب بہت منظم ہوگئے ہیں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ مزید فعال اور مضبوط ہورہے ہیں، امریکہ اور نیٹو یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ طالبان کو ختم کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

ان کی باتیں اپنی جگہ پر، ہمیں زمینی حقائق کا ادراک کرنا چاہئے کہ طالبان پہلے سے منظم ہیں یا کمزور ہوئے ہیں، طالبان کی کارروائیوں میں اضافہ ہوا ہے یا ان کے حملے ماضی کی بنسبت کم ہورہے ہیں، ان کی حکمت عملی کامیاب رہی یا ناکام؟ زمینی حقائق کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کریں۔

اگر ہم گزشتہ چند ہفتوں کی کارروائیوں کا جائزہ لیں تو یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے کی بنسبت جہادی کارروائیوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، ملک کے مختلف علاقوں میں دشمن پر خوفناک حملے اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ طالبان اب جنگی مہارت اور نئی حکمت عملی کے ساتھ دشمن پر خوفناک حملوں میں بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچا رہے ہیں۔

<u>پیش قدمی:</u>

رواں سال مجاہدین نے ایک اہم کامیابی یہ بھی حاصل کی کہ کئی علاقے فتح کرچکے ہیں، پیش قدمی جاری ہے، وہ علاقے جن پر دشمن کا تسلط قائم تھا رواں سال طالبان وہ علاقے دشمن کے قبضے سے چھڑا کر وہاں پر اپنا کنٹرول سنبھال لیا، صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ، قلعہ ساروان اور صوبہ روزگان میں ضلع دہراود وہ علاقے ہیں جو دشمن نے ماضی میں بھاری نقصانات اٹھانے کے بعد اپنے زیر کنٹرول لائے تھے لیکن رواں سال مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کی بدولت یہ علاقے واپس دشمن سے چھڑا کر امارت اسلامیہ کا پرچم وہاں پر لہرادیا اب یہ علاقے مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں اور یہاں سے مجاہدین دیگر علاقوں کی طرف پیش قدمی کے لئے کامیاب کارروائیاں کررہے ہیں۔

حال ہی میں صوبہ فاریاب، بادغیس اور بدخشان کے کئی علاقوں پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول سنبھال لیا، صوبہ سرپل کے ضلع کوہستانات کے بیشتر علاقے فتح ہوگئے، صوبہ غزنی کے دو اضلاع زنہ خان اور رشیدان مکمل طور پر دشمن کے قبضے سے آزاد ہوچکے ہیں اور ملک کے طول وعرض میں مجاہدین کی پیش قدمی جاری ہے، بہت جلد دیگر علاقے بھی مجاہدین کے کنٹرول میں آئیں گے، ان شاء اللہ

<u>دشمن پر قیامت خیز حملے:</u>

رواں سال خالد بن ولید آپریشن کے تحت ملک کے مختلف علاقوں میں کامیاب حملے قابل ذکر ہیں، گزشتہ چند ماہ کے دوران ملک کے طول وعرض میں دشمن پر تباہ کن حملے ہوچکے ہیں، دارالحکومت کابل، غزنی، پنج شیر، زابل، میدان وردگ، لوگر، ہرات اور دیگر صوبوں میں دشمن پر قیامت خیز فدائی حملے کئے گئے، اس کے علاوہ مختلف علاقوں میں کمین گاہوں کے ذریعے دشمن کی سپلائی پر کئی بڑے اہم حملے ہوئے جن میں دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا گیا اور دشمن کے سامان سے لدے سینکڑوں ٹرالرز جل کر راکھ ہوگئے جن کی مالیت اربوں ڈالرز ہیں۔

رواں سال 19 ستمبر کو صوبہ بدخشان میں مجاہدین نے ایک ایسی کامیاب کارروائی کی کہ جس کی نظیر اس علاقے میں ماضی میں نہیں ملتی، مجاہدین نے دشمن کے ان اہلکاروں پر اچانک حملہ کیا جو آپریشن کی غرض سے وہاں گئے تھے، جس کے نتیجے میں 60 اہلکار ہلاک اور 70 زخمی ہوئے اور 14 اہلکار زندہ پکڑے گئے جبکہ بڑی مقدار میں اسلحہ بھی مال غنیمت کے طور پر برآمد کیا۔ یوں

آپریشن کے لئے دشمن کا بنایا ہوا منصوبہ خاک میں ملایا۔

وردج کی کامیاب کارروائی کو کرزئی حکومت کی وزارت داخلہ کی جانب سے پولیس کا قتل عام قرار دیا گیا اور تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی، اس کارروائی کے تین دن بعد قندہار کے ضلع شوراوک میں ایک کارروائی میں 15 پولیس اہلکار ہلاک ہوگئے، جس کی تصدیق حکومت نے بھی کی۔

جانی نقصان کے علاوہ دشمن کا مالی نقصان بھی کئی گنا زیادہ ہے، صوبہ فراہ میں دشمن کی سپلائی اور فوجی اڈے پر حملے میں سینکڑوں ٹینکروں کی تباہی، میدان وردگ میں کئی بار سپلائی پر حملوں میں ٹرالروں کی تباہی، تورخم میں درجنوں فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی، ان جیسے دیگر حملے اور نتیجے میں دشمن کو پہنچنے والے نقصانات مجاہدین کی فعالیت پر واضح دلیل ہے۔

حکمت عملی اور حملے:

چندروز قبل کابل کے قمبر چوک کے قریب ایک گھر میں خفیہ ادارے کے اہلکاروں پر متعدد دھماکے ہوئے جس کی خبر میڈیا پر نہیں آئی، اس حملے میں متعدد آفیسرز اور اہلکار ہلاک ہوئے جس کی حکمت عملی پہلے سے طے کی گئی تھی لیکن یہ واقعہ میڈیا سے خفیہ رکھا گیا۔

سابق پولیس چیف امر اللہ صالح نے فیس بک پر ایک تحریر میں لکھا تھا کہ یہ واقعہ ایک خطرناک منصوبے کی نشاندہی کرتا ہے، انہوں نے لکھا تھا کہ طالبان نے ایک گھر میں دھماکہ خیز مواد اور درجنوں بم نصب کئے تھے جس کی اطلاع ایک شخص کے ذریعے خفیہ ادارے کو دی جب اس کے متعدد اہلکار جلدی سے یہاں پہنچے تو ان پر اچانک دھماکے ہوئے جو سب یہی پر ڈھیر ہوگئے۔ یہ حملہ اس لئے بھی خطرناک تھا کہ اس کے بعد خفیہ ادارے کے اہلکار مجاہدین پر چھاپے مارنے اور ہر رپورٹ پر اعتماد کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ مجاہدین نے ایک موبائل کے ذریعے کامیاب حکمت عملی بنائی، گھر میں دھماکہ خیز مواد نصب کرکے دشمن کو اطلاع دی جب وہ یہاں پہنچے تو ان پر زوردار دھماکہ ہوا جس میں وہ سب موقع پر ہلاک ہوگئے۔

اسی طرح صوبہ ہرات میں امریکی قونصلیٹ پر حملے نے ثابت کیا کہ مجاہدین جنگی مہارت اور حکمت عملی کے لحاظ سے پیشرفت کر رہے ہیں، ہرات میں امریکی قونصل خانے پر حملہ اتنا موثر تھا کہ وفاقی اداروں کو ردعمل ظاہر کرنے پر مجبور کیا اور خصوصی اعلامیہ جاری کیا جس میں یہ خطرناک حملہ قرار دیا گیا۔

ان بالا تمام حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکی پروپیگنڈے کے برعکس رواں سال مجاہدین کمزور نہیں ہوئے بلکہ ماضی کی بنسبت مجاہدین کی قوت اور حملوں میں اضافہ دیکھنے کو ملا ہے اور ان کے حوصلے بہت بلند ہوگئے ہیں کیونکہ وہ پیش قدمی کی حالت میں ہیں اور دشمن راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔

بقیہ از: شام کا مرثیہ

ہائے امت! تیری قسمت کی کمند ٹوٹی تو کہاں آکر؟ وہی جو تیری قیادت وراہ نمائی کے دعوے دار تھے، انہی نے تجھے کفریہ بھنور میں چھوڑ کر خود ساحل کی راہ پکڑ لی ہے۔ تجھے بشار کے اقتدار کی بھینٹ چڑھا کر خود "داخلی اور خارجی بتوں" کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے ہیں۔ اے راہ نمایانِ امت! آپ کن جھمیلوں میں پھنس کر رہ گئے۔ کاش! آپ اپنی تکلیف دہ حالت اور افسوس ناک نظریے اور المناک سوچ کو بدل لیں۔

؎ تھا جو ناخوب، بہ تدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

بشار کی زندگی کے دن تھوڑے ہیں۔ اس کی سانسوں کے آخری لمحات ختم ہونے کو ہیں۔ اے خواب رستوں پہ بھٹکنے والے بشار! اور اس کا ساتھ دینے والے غدار اسنو، غور کرو....

شورشِ حق وصداقت کو دبانے والے
ہم کسی طور نہیں جنگ سے تھکنے والے
چال ابلیس کی ہر موڑ پر چلنے والے
ہم کبھی جال میں ترے نہیں پھنسنے والے
یاد رکھے گا سدا، کس کے مقابل آیا
اس حماقت کی سزا، روز بھگتنے والے
مان لے ہار، نکل جا تو یہی بہتر ہے
خواب رستوں پہ شب وروز بھٹکنے والے
اپنی اس خاک میں شامل ہے صحابہ کا لہو
اس زمیں پر تیرے پاؤں نہیں جمنے والے
اپنی کیوں ذات کا دشمن تو بنا بیٹھا ہے
اپنے خالق کے مقابل میں اترنے والے
کردیا تیری امارت نے تجھے اندھا کیوں؟
گھر غریبوں کے شب وروز گرانے والے
حشر تیرا ابھی تو فرعون سے بڑھ کر ہوگا
پھول سے بچوں کو ہستی سے مٹانے والے

❖❖❖

فیصلے کی گھڑی آن پہنچی ہے!

نسیم خان محمدی

آج افغانستان، امریکا کے ساتھ مصروفِ جہاد ہے۔ یہ جہاد امیر المؤمنین ملا محمد عمر کے زیرِ سایہ تب تک جاری رہے گا، جب تک امریکا غیر مشروط طور پر افغانستان سے اپنے آباؤ اجداد، برطانیہ اور روس کی طرح نکل نہیں جاتا۔ آج افغانستان میں جب بھی دنیا کے جاری کردہ دل چسپ رواج کے مطابق برطانیہ کا "یوم خروج" منایا جاتا ہے، تب انگلستانی ملکہ، برٹش آرمی، اور برطانوی عوام چڑ جاتے ہیں۔ ان کی طرف سے عجیب و غریب بیانات میڈیا کی زینت بنتے ہیں۔ جس میں وہ اس بات کو ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں کہ..... "برٹش آرمی نے افغانستان سے خروج، ہار جانے کی وجہ سے نہیں کیا تھا؟ آج ہمیں جس طعنے کا دوش دیا جاتا ہے، وہ حقیقت سے کسی طور بھی میل نہیں کھاتا ہے۔ ہم افغانستان سے جیت کر نکلے تھے۔"

یہ برطانوی عوام کا وہ جھوٹا سبق ہے، جو اسے رٹایا گیا ہے۔ وہ نا مانیں تو کیا زمین اوپر اور آسمان نیچے آجائے گا؟ کتنی حیرت کی بات ہے کہ یہ کافر خود کو اعلیٰ نسلی ثابت کرنے لیے کس ڈھٹائی سے کام لیتے ہیں۔ بہ ہر حال! چھوڑیں ان کافروں کو، یہ تو سدا کے جھوٹے ہوتے ہیں۔ اب جب امریکا نکلے گا تو افغان عوام کو روس کے بعد تیسرا "یوم نجات" منانے کا موقع بھی مل جائے گا۔ پھر امریکی دروغ سازوں اور زمینی حقائق کو ہضم نہ کرسکنے والی مجسمۂ آزادی کی پجاری قوم بھی برطانوی عوام کی طرح کہتی رہے گی کہ..... "اے افغانیو! تم جو امریکا کے انخلا پر "یوم نجات" مناتے ہو، یہ مت سمجھنا کہ امریکن میرینز نے افغانستان پر یلغار کے عمل کے نتیجے میں ہونے والے ردِ عمل "طالبانی مار دھاڑ" کو برداشت نہ کرتے ہوئے خروج کیا تھا۔ ایسا ہر گز نہیں ہے۔ یاد رکھو! ہمارے اوباما جی نے افغانستان سے فوج کی واپسی کا فیصلہ صرف اور صرف "افغانوں کے افغانستان کے وسیع تر مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کیا تھا۔"

اب ہم کیا کریں؟ انہیں صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ..... "جناب! کبھی کبھی انصاف پرست مؤرخ کے تہلکہ خیز قلم سے لکھی گئی سراپا عدالت تاریخ کا مطالعہ کرلینا دماغی صحت کے لیے مفید ہوتا ہے۔" بہ ہر کیف! ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب تک ایک ملک خود مختار نہیں ہو جاتا، تب تک اس کا حکومتی نظام سنبھالنا، چلانا اور رواں دواں رکھنا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ امن وامان اور مکمل سیٹ اَپ کی عدم موجودگی میں سسٹم آف ایمپائر کی روانی اور بھی جاں گسل مرحلہ بن جاتا ہے۔ اس دوران حکومتی کاروبار کی رواں گاڑی "کمیشنز ٹائرز" پر چل رہی ہوتی ہے۔ یعنی جو کام بھی سر انجام دیا جاتا ہے، اسے پسِ پردہ کنٹرول کرنے والا عنصر 'کمیشن' ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان طالبان کے پہلے دور میں تو ہمیں کارہائے امارتِ اسلامیہ افغانستان کی تقسیم "وزارتِ داخلہ، وزارتِ خارجہ، وزارتِ مذہبی امور، وزارتِ مالیات، وزارتِ بجلی و پانی" کے ناموں سے نظر آتی ہے۔ لیکن اب چوں کہ سقوطِ کابل ہوا پڑا ہے، اس لیے کاموں کی انجام دہی کے لیے وزارت کے متبادل کمیشن کا نام استعمال میں لایا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم 'سیاسی کمیشن، میڈیا و ثقافت کمیشن' وغیرہ جیسے نام سنتے رہتے ہیں۔ ان کمیشنز پر تو کسی اللہ والے کی جانب سے "امارتِ اسلامی کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے ایک سوال" کے تفصیلی جواب میں کافی بات ہوگئی ہے، جس کا یقیناً "باخبر" رہنے کے متمنی، ہر قاری نے غور سے مطالعہ کیا ہوگا۔ لیکن ہم یہاں انہی کمیشنز کا تذکرہ ایک نئے اور قابلِ توجہ رُخ سے کرنے لگے ہیں۔

1... فوجی کمیشن..... اس کمیشن کے تحت کافی شعبے کارِ خدمت کی انجام دہی پر مامور ہیں۔ مثلاً ایک شعبہ تو "جہاد بالسیف" کا ہے۔ یعنی اس شعبے کے تحت دنیا کے نشیب کی اسارت سے رہائی پانے والے فرزانے، محاذ کی بلندیوں پر اپنی جانیں اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی سرفرازیاں حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا شعبہ "ایمونیشن کی فراہمی" کا ہے۔ مجاہدین کو بروقت اسلحہ مہیا کرنا، انہیں کھانے کی فکر سے فارغ کرنا اور ان کی چھوٹی موٹی فوری نوعیت کی بنیادی جنگی ضروریات بہم پہنچانا ہے۔ تیسرا شعبہ "ٹریننگ آف وار" کا ہے۔ مجاہدین کو ان کے ہمہ قسم زیور یعنی اسلحہ چلانے کا طریقہ سکھانا، دیسی بم بنانا اور ان کو بہت ہی مہارت کے ساتھ دشمن کی ہر متوقع گزرگاہ پر اس انداز سے نصب کرنا کہ وہ

جان بھی نہ پائے اور موت کے آسیب کا شکار بھی ہو جائے۔ چوتھا شعبہ "مجاہدین کی تیاری اور تعیناتی" کا ہے۔ اس شعبے کے تحت مجاہدین کی ذہنی تربیت، جہاد کی فضیلت، اس کی اہمیت اور اس کی شدید ضرورت کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔ پھر ان کو درجہ بہ درجہ اہمیت کے حامل مختلف محاذوں پر تشکیل اور تعینات کر دیا جاتا ہے۔

2... سیاسی کمیشن..... یہ کمیشن ملک کے اور بین الاقوامی سیاسی حالات کا خصوصیت کے ساتھ جائزہ لیتا ہے۔ ان کے تجزیے سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں 'امارت' کے سیاسی تحرکات کو سر انجام دیا جاتا ہے۔ اس کمیشن کی خصوصی دل چسپی کو ہائر کرنے والے افغان سیاسی امور سے متعلق دنیا کے وہ معاملات ہیں، جن کا کسی طور افغان دھرتی سے ناتا جڑتا ہو۔ افغانستان کے داخلہ و خارجہ امور کی نگرانی اور اپنی نگہبانی میں ان کی انجام دہی بھی اسی کمیشن کے فرائضِ منصبی میں شمار کیا جاتا ہے۔

3... اطلاعات و ثقافت کمیشن..... طالبان کے میڈیا کو چلانا، رسائل، کتب، اعلامیے، تبصرے اور میگزینز کی چھپائی اور اشاعت، الامارہ اور شہامت اردو ویب سائٹ کے تحت نیٹ کی دنیا میں ہنگامہ برپا کر دینے والی پانچ مختلف سائٹس کی اَپ لوڈنگ اور ان کا کنٹرول اسی کمیشن میں کارگزار افراد کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ کمپیوٹر پر سر انجام دی جانے والی مختلف نوعیت کی میڈیاز سروسز مثلاً: سوشل میڈیا پر فیس بک اور ٹویٹر اکاؤنٹس پر ہر اہم وقت میں ایڈمنز کی موجودگی اسی کے فرائض میں سے ایک ہے۔ اسی طرح افغان دھرتی پر جاری مذہبی جنگ وجدال کے مناظر کو کیمرے کی آنکھ سے محفوظ کر کے ان کی سیٹنگ، ویب سائٹ پر اَپ لوڈنگ، CDs کی تیاری اور ان کو عوام کی پہنچ میں دینا اطلاعات و ثقافت ہی کے ذمہ ہے۔

4... تعلیم و تربیت کمیشن...... افغانستان میں یکے بعد دیگرے برپا ہونے والی کفریہ یورش کے نتیجے میں لاکھوں معصوم بچے تعلیم کی زیور سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں۔ سکولز کی عمارتیں منہدم اور معدوم ہو گئی ہیں۔ معیاری کتب کی عدم دستیابی ایک سنگین مسئلہ بن کر سامنے ہے۔ غریب بچوں کے لیے قلم، دوات اور کاپی کا حصول، جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ پھر دوسری طرف اچھے، قابل اور محنتی اساتذہ کا فراہم ہونا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ بچوں کے لیے ایسے نصاب کی تیاری، جو اُن کو رنگ و نسل کے ساتھ ساتھ افکار و نظریات میں بھی مسلمان افغانی بناتا ہو۔ اس میں افغان اسلامی روایات سے متصادم کوئی متنازعہ عنصر نہ پایا جاتا ہو۔ یہ تمام اہم فالاہم امور اور قوم کو بحالی اور ترقی کی راہ پر لانے والی ذمہ داری مذکورہ کمیشن کے کاندھوں پر رکھی گئی ہے۔

5... اقتصادی کمیشن..... دنیا کا ہر ذی شعور جانتا ہے کارِ دنیا چلانے کے لیے اسباب کی اہمیت سے انکار کرنا، موت سے بہت پہلے مر جانے کے مترادف ہے۔ اسی بنیاد پر امارت اسلامیہ افغانستان کے تمام کمیشنز کی مالی ضروریات اس ادارے کے توسط سے پایۂ تکمیل کو پہنچائی جاتی ہیں۔ مجاہدین کی ہمہ نوع ضروریات، اُن کے اہل خانہ کی حفاظت و کفالت، ان کی مالی مدد، ان کو اسلحے کی فراہمی اور زخمی مجاہدین کے علاج سمیت یتیم اور بیواؤں کی بھی کفالت بھی اسی کمیشن کے ذمہ ایک فرض ہے۔

یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلامی امارت افغانستان کے مذکورہ بالا تمام کمیشنز کی نگرانی اور ان کی سربراہی، وہاں کے جید، ممتاز اور انتہائی قابل وماہر علماء کے ہاتھ ہے۔

بہ ہر حال! ان تمام مختلف شعبہ جات کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد اور وہ رُخ، جس کی ہم بات کر رہے تھے، وہ یہ ہے کہ افغان جہاد، افغانستان کے عوام کا ہے اور نہ ہی اُن بے کسوں نے اس کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اس جہاد سے تمام امتِ مسلمہ کا اتنا ہی، بلکہ اس سے زیادہ تعلق ہے، جتنا افغانیوں کا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ افغانستان 1975ء سے ایسے حالات کا شکار رہا ہے، جنھوں نے اسے ذرا بھی سنبھلنے کا موقع نہیں دیا ہے۔ اوّل اوّل تو وہاں کے مفاد پرست حکمرانوں نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ افغان عوام کے بجائے، اپنے پچاس آنتوں والے پیٹ کو "حقیقی عوام" کا درجہ دے رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے وہاں کے باشندے حکمرانوں کی لونڈیاں اور غلام بن کے رہ گئے تھے۔ نانِ شبینہ "عید کا چاند" بن کر رہ گیا تھا۔ افلاس کی خود رَو فصلیں جگہ جگہ اُگی ہوئی تھیں۔ غربت کی آبشاریں ہر غریب خانے کے کوٹھے سے گر رہی تھیں۔ ہر گھر سے نکلتی بھوک کی کئی کئی ندیاں ٹھاٹھیں مارتی ہوئی افغان زمین کو سیم زدہ کر رہی تھیں۔ عوام کی جیبوں کا حلال مال، حکمرانوں کے لگائے گئے "ٹیکس کے مقناطیس" کی کشش سے ان کی تجوریوں میں منتقل ہو رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کی زمین میں مسائل کا ایک انبار ہے، جب کہ وسائل کی اس سے زیادہ قلت ہے۔ زمینیں خزانوں سے بھری ہوئی ہیں اور پہلے روس، اب امریکا ان کی کھلے بندوں چوری میں مصروف ہے۔ جب کہ اب وہاں بارود کا بیج کاشت کیا جا رہا ہے۔ اس سے آگ کے کھیت اُگائے جاتے ہیں۔ موت کا پھل ہر گھر میں پہنچایا جا رہا ہے۔ افیون کی وبا بھی افغانیوں کے قتل عام میں برابر کی شریک ہے۔ بھوک اور ننگ سے عزت کی زندگی کا وجود موت وحیات کی کش مکش میں مبتلا ہے۔ کیمیائی ہتھیاروں کی بارش ہر طرف برس رہی ہے۔ وہاں موت کا ننگا رقص جاری ہے۔ وہاں افلاس کپڑے اُتارے ہر بازار میں گھوم رہا ہے۔ وہاں ماں بیٹے کے سہارے کو رو رہی ہے۔ اور بیٹا باپ کی تلاش میں تڑپ رہا ہے۔ وہاں کی بہن سر

کی چادر کو سسک رہی ہے اور بوڑھا اپنی ٹوٹی لاٹھی کو دیکھ کر بلک رہا ہے۔ وہاں ہر طرف مدد کی آوازیں ہیں۔ وہاں ہر جانب ہمدردی کی صدائیں ہیں۔ وہاں ہر سو کسمپرسی ہے۔ وہاں ہر سمت آہ و بکا ہے۔ وہاں ہر لحظہ امن کی دہائیاں ہیں۔ وہاں ہر آن وعدوں کے ایفاء کی یاد دہانیاں ہیں۔ وہاں ہر وقت گولیاں چلتی ہیں۔ وہاں ہر لمحہ ڈیزی کٹر بم پھٹتے ہیں۔ وہاں کا ہر چہرہ خون خون ہے۔ وہاں کا ہر انسان مجروح ہے۔ وہاں کا ہر دل رو رہا ہے۔ وہاں کا ہر جگر، جل رہا ہے۔ وہاں افراتفری ہے۔ وہاں نفسی نفسی ہے۔ وہاں کے اُفق سے یہی صدائیں سنائی دیتی ہیں..... اے ابنِ قاسم کے بیٹے! تو کہاں چلا گیا ہے؟ اے ایوبی کے فرزند! تو کہاں کھو گیا ہے؟ اے آقائے دوجہاں کے غلام! تو اُن کی امت کو کیوں بھول گیا ہے؟ کیا افغانستان کی مائیں، تیری مائیں نہیں ہیں؟! کیا افغانستان کی بیٹیاں، تیری بیٹیاں نہیں ہیں؟! کیا وہاں کے بوڑھے، تیرے کچھ نہیں لگتے؟! کیا وہاں کے نوجوان، تیرے مسلم بھائی نہیں ہیں؟! کہیں تم جغرافیائی سرحدوں کے قیدی تو نہیں بن گئے؟! اٹھو اے مسلمانو! تم نے بہت سو لیا ہے۔ اب بیداری کا وقت ہے۔ یہ جاگنے کا لمحہ ہے۔ یہ عمل کا لحظہ ہے۔ یہ فیصلے کی گھڑی ہے۔ اور یہی وقت کی پکار ہے!!!

لہٰذا، امتِ محمدیہ کے قابل اور مذکورہ شعبوں سے متعلق مہارت رکھنے والے اہلِ درد سے التماس ہے کہ وہ اس حوالے سے اپنی اجتماعی ذمہ داری کا احساس کریں۔ افغانستان کی جہادی زمین ان کو بلا رہی ہے۔ وہاں کے مسلمان ان کی راہیں دیکھ رہے ہیں۔ میں یہ بات کس لہجے میں کہوں کہ وہاں کے کرب ناک حالات کی سنگینی کا یقین کرنے کے لیے یہ قولِ شاعر..

تم دلیل مجھ سے کیا مانگتے ہو، نبی کی امت کا حال دیکھو
قدم گھروں سے نکلنے کا جواز تم کو بلا رہا ہے

آخر میں ایک ایمان افروز نظم آپ کی سماعتوں کے لیے پیش ہے۔ امید ہے اس کے اندر چھپے پیغام کو سمجھ کر 'امارتِ اسلامیہ افغانستان' کی صدائے برحق پر ضرور لبیک کہو گے۔

جو تم کو دین چاہیے، دلوں کا چین چاہیے
وطن کی آبرو، چمن کا نورِ عین چاہیے
تو دینِ حق کا ساتھ دو، سپاہِ حق کا ساتھ دو
تو دینِ حق کا ساتھ دو، سپاہِ حق کا ساتھ دو
جہادِ راہِ حق پر جذبۂ حسین چاہیے
امیر کاروانِ شوق جو حسین چاہیے
تو دینِ حق کا ساتھ دو، سپاہِ حق کا ساتھ دو

گروہ، جس کا فرد فرد اک کھلی کتاب ہے
ہر ایک ذرہ اپنی ذات میں اک آفتاب ہے
نقیبِ امن و آشتی، نویدِ انقلاب ہے
محبتوں کی آرزو، جو شوقِ انقلاب ہے
تو دینِ حق کا ساتھ دو سپاہِ حق کا ساتھ دو

صفوں میں دشمنانِ دیں کے ایک ارتعاش ہے
ہر ایک سامری صفت کا زہر پاش پاش ہے
بدن دریدہ، سامراج کی اُدھر وہ لاش ہے
لرز رہا ہے خوف سے، جہاں جو بد قماش ہے
گھڑی ہے فیصلۂ حق کی، جو تمہیں تلاش ہے
تو دینِ حق کا ساتھ دو سپاہِ حق کا ساتھ دو

بدی سے پاک اگر تمہیں معاشرہ عزیز ہے
معاشرے میں خیر کا مظاہرہ عزیز ہے
ہر ایک جھونپڑی، ہر اک محل سرا عزیز ہے
وطن سے پیار پیار کا یہ آسرا عزیز ہے
جو کل کی آرزو ہے، اس سے ماسوا عزیز ہے
تو دینِ حق کا ساتھ دو سپاہِ حق کا ساتھ دو

مرے وطن میں ایک سیلِ رنگ و نور آئے گا
سوادِ شب میں ضوفشاں، مثالِ طور آئے گا
نظامِ مصطفیٰ کا فیض یاں حضور آئے گا
قسم خدائے پاک کی وہ دن ضرور آئے گا
نہ رُک سکے گا سیلِ تُندرَو ضرور آئے گا
تو دینِ حق کا ساتھ دو سپاہِ حق کا ساتھ دو
تو دینِ حق کا ساتھ دو، سپاہِ حق کا ساتھ دو

❖ ❖ ❖

شام کا مرثیہ

عبدالرحمٰن

بشار الاسد ایک ڈکٹیٹر باپ کا آمر بیٹا ہے۔ یہ اپنی ظلم کی کھیتی کو مسلمانوں کے لہو سے سیراب کر رہا ہے۔ یہ اپنی خون آشامی کی تسکین، بے گناہ انسانوں کے سروں کی فصل کاٹ کر، کر رہا ہے۔ قریب دو برس سے سرزمین انبیاء اسدی مظالم کے ہاتھوں بے حرمتی کا شکار ہے۔ امت محمدیہ کا پہلا اور افضل ترین طبقہ، یعنی صحابہ کرام کی قبور اور اولیاء اللہ کے مزارات بشاری تخریب کی چوٹیں سہہ رہے ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد لوگ، زندگی سے اس لیے کاٹ دیئے گئے ہیں کہ وہ اللہ کا نام لیتے تھے۔ ان کا جرم فقط اتنا تھا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے بچوں کو اس لیے درندگی کی بھینٹ چڑھایا گیا کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ ان کے نازک اندام اور گل بدن بچوں کے سر سڑک پر پٹخ کر صرف اس لیے ان کا بھیجا نکال دیا گیا کہ ان دماغوں میں خدا کی زمین پر خدا کا نظام نافذ کرنے کے خیالات پک رہے تھے۔ ان کی آبگینہ صفت نازک ماؤں کو صرف اس لیے بشار ملیشیاء کی ملعون شہوت اور ریاستی دہشت گردی کے عفریت کا لقمہ بنایا گیا کہ ان کی کوکھوں سے شاہین صفت اور عبقری صلاحیتوں والے مسلمان بچے جنم لے رہے تھے۔ شامی مسلم دوشیزاؤں کو فقط اس جرم کی پاداش میں "حزب الشیطان" کی ناقابل بیان شیطنت کی نذر کیا گیا کہ وہ مسلمان تھیں اور اسلام کے جیالوں، اپنے مسلم برادرز کی بشاری مخالفت میں حوصلہ افزائی کرتی تھیں۔ وہ ترانے، نغمے اور رجزیہ اشعار سے ان کے لہو گرماتی تھیں۔ شام کے مسلمان بوڑھوں کو بھی صرف اس لیے تڑپایا، کاٹا اور جلایا گیا کہ ان کے دعا کے لیے اٹھے ہوئے لرزتے ہاتھ بشاری اقتدار کو لرزانے کے لیے خدا کے سامنے پھیلے ہوئے تھے۔

کوئی چھپی، ڈھکی اور خفیہ بات یا انکشاف نہیں ہے۔ اس راز سے دنیا کا گوشہ گوشہ واقف ہے کہ اس خانہ جنگی کو... نہیں نہیں بلکہ مسلم کشی کو طول دینے میں عالمی دہشت گرد امریکہ اور اس کے بغل بچے مردود قوم یہود بے بہبود سمیت دو جمع دو چار منافق ملکوں کے ہتھکنڈے استعمال ہو رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ شامی مسلمانوں کو برمیوں کی طرح آگ میں جلانے کے لیے کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کا مشورہ رئیس المنافقین ابن سلول کے کس چہیتے منافق بیٹے نے دیا ہے۔ خود کو "حزب اللہ" کے لیبل میں چھپانے والے "حزب الشیطان" کی پرورش میں کون اپنا مذموم کردار ادا کر رہا ہے۔ میڈیا نے چیخ چیخ کر عیاں کیا تھا کہ ایران نے شامی مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لے دو درجن سے زائد اسلحہ کے کنٹینرز فراہم کیے تھے۔ اس کے علاوہ ایران کی طرف سے مسلمان دشمن بشار کی دامے، درمے، سخنے مدد ہوتی رہتی ہے۔ روسی بلاک کے ان دو اشتراکیت زدہ منافقوں نے کھل کر امت محمدیہ کو امریکی، روسی اور اسرائیلی ان مفادات کے لیے کاٹ ڈالا ہے، جن کی بنیاد میں مسلمانوں کی ہڈیاں رکھی جاتی ہیں۔ وہ مفادات جن کے لیے مسلمانوں کے نوچے گئے گوشت کے قیمے کو گارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کا ابلتا لہو، پیمانوں میں بھر بھر کر پیا جاتا ہے۔

بشار کی کھوپڑی میں دماغ ہے یا بھوسا؟ ایران کے سر میں عقل ہے یا خناس؟! انہیں یہ بات کیوں سجھائی نہیں دیتی کہ مسلم کشی کا نتیجہ بہت ہی درد ناک ہوتا ہے۔ یہ جس لہو کا تالاب بنا رہے ہیں، وہی ان کے لئے سیل تند و تیز بن جائے گا۔ ان دونوں نے امام مہدی کے اترنے کی جگہ کو زخم زخم کر دیا ہے۔ بشار کی پھیلائی ہوئی ظلمت کے مقابلے میں قائم ہونے والی عوامی فوج اور منحرف فوجی گروپ کے جوان شہادت کے دیے جلائے روشنی کرنے میں مگن ہیں۔ وہ تمام امت کی طرف سے "فرض کا قرض" ادا کرنے کے لیے جان ہتھیلی پہ لئے سر بہ کف جہاد عظیم کی سعادتیں سمیٹ رہے ہیں۔ اور یہ خوش قسمت اور خدا کے چنے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ اپنی جان اور اپنا مال راہِ خدا میں لٹاتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس چند نام نہاد دانشورانِ قوم سر پر پگڑی کا تاج لیے "دعاؤں کا جہاد" فرما رہے ہیں۔ دعاؤں کی اہمیت سے کون کافر انکار کرتا ہے؟ مزہ تو تب ہے، جب یہ دعائیں اس محاذ میں کھڑے ہو کر مانگیں جہاں توپوں اور بندوقوں کی گھن گرج ہوتی ہے۔ پھر دیکھیے ان کی تاثیر! پھر ملاحظہ فرمایئے ان کا شرف قبولیت! "دعاؤں کے جہادیوں" کے علاوہ بھی ایک ایسا افسوس ناک طبقہ ہے، جو شام میں لڑے جانے والے اسلام و کفر کے واضح اور غیر مبہم معرکے کو اسلامی نظریے کی مخالفت کرتے ہوئے جغرافیائی حد بندیوں کا قیدی بنا کر شام کا "داخلی مسئلہ" قرار دینے میں جتا ہوا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 28 پر ملاحظہ فرمالیں۔

قندہار میں کامیاب فدائی حملہ اور اس کی منصوبہ بندی

ترتیب وتدوین قاری محمد یونس

14 اکتوبر کو امریکہ نے اعلان کیا کہ قندہار کا ضلع ژڑی پورے صوبے میں پر امن ہے، اس اعلان کے اگلے روز مذکورہ ضلع کے سنزری علاقے میں انارک درہ کے مقام پر ایک کامیاب فدائی حملے میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں نے انہیں ہلا کر رکھ دیا اور اس ضلع کو پر امن قرار دینے پر ان کے سر شرم سے جھک گئے۔

اس کامیاب فدائی حملے کی تمام تفصیلات جاننے کے لئے اس کے منصوبہ ساز محترم حافظ یاسین، فدائی حملے کی حفاظت پر مامور مجاہدین اور فدائی مجاہدین کے اہل خانہ سے انٹرویو کیا گیا ہے جس سے ایک رپورٹ تیار کی گئی ہے، قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہے۔

فدائی حملے میں مجاہدین کون تھے؟

چار برس قبل قندہار کے رہائشی محمود (ثناء اللہ) اور بی بی عالمہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، شادی کے بعد دونوں محبت سے بھرپور زندگی گزار رہے تھے، محمود کو اللہ تعالی نے ڈھیر ساری دولت سے نوازر کھا تھا اور زندگی کی تمام سہولیات میسر تھیں، ان کی اہلیہ بھی گھر میں مقامی اور اسلامی روایات کے مطابق خوشحال زندگی بسر کر رہی تھیں، زندگی کی تمام سہولیات مہیا ہونے کے باوجود جس چیز نے انہیں بے چین کر رکھا تھا وہ اسلامی حمیت کا جذبہ، زندہ احساس اور آخرت کی کامیاب زندگی کی تمنا تھی۔ وہ آئے روز قابض افواج کے مظالم کی کہانیاں سنتے تھے کہ فلاں کے گھر میں فلاں کو شہید کر دیا گیا، قابض افواج نے نہتے شہریوں پر ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے، معصوم بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، یہ روز کا معمول تھا، ان دلخراش واقعات نے ان کے دلوں میں انتقام کا جذبہ ابھارا، گیارہ ماہ قبل انہوں نے فیصلہ کیا کہ مشترکہ فدائی حملے کے ذریعے قابض دشمنوں سے انتقام لیا جائے گا۔

حملے کی تیاری:

اس کامیاب فدائی حملے کے منصوبہ ساز حافظ یاسین کا کہنا ہے کہ امریکیوں نے ہمارے ساتھیوں پر چھاپہ مارا اور انہیں گرفتار کر لیا جب وہ رہا ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ امریکی میرا (حافظ یاسین) کا فون نمبر ٹریس کرتے تھے، جب میں اپنے ساتھیوں سے بات کرتا تو وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے چھاپہ مارتے، جب مجھے اس حوالے سے آگاہی ہوئی کہ امریکیوں نے میرا فون نمبر ٹریس کر رکھا ہے اور میرے ساتھی گرفتار کر رہے ہیں تو میرے دل میں ان سے انتقام لینے کا جذبہ پیدا ہوا اور اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ میری یہ خواہش پوری ہو تاکہ اسی نمبر کے ذریعے میں ان سے انتقام لے سکوں، اللہ تعالی نے میری یہ دعا قبول کی اور گیارہ ماہ قبل اسلام اور قرآن پر جانثار ایک جوڑی کی مجھ سے ملاقات ہوئی، ہم نے محمود سے کہا کہ فدائی مجاہدین کے گروپ میں آپ کو شامل کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ اپنی اہلیہ کو بتا دیں کہ وہ اپنا ارادہ ترک کر دیں کیونکہ امارت اسلامیہ کی قیادت عورتوں کے فدائی حملوں کے حوالے سے نہایت محتاط ہے، وہ تمام سنتوں کے بارے میں سوچتی ہے اور اس خدشے کا اظہار بھی ہے کہ اللہ نہ کرے اگر وہ فدائی عورت ہدف تک پہنچنے اور فدائی حملہ کرنے سے پہلے ہی دشمن کے ہاتھوں گرفتار نہ ہو جائے، جب محمود نے یہ پیغام پہنچایا تو انہوں نے ایسا جواب بھیجا کہ جس سے ہم سب لاجواب ہو گئے۔ بی بی کا جواب تھا کہ کافر لوگ آئے روز ہمارے گھروں پر چھاپے مارتے ہیں، مردوں اور خواتین کو حراساں کرتے ہیں اور ان پر مظالم ڈھاتے ہیں، میں ان سے انتقام لینے کے لئے آپ کے ساتھ مشترکہ فدائی حملہ کروں گی، امریکی کافر ہیں وہ اپنی عورتوں کو وہاں سے یہاں جنگ کے لئے لے آتے ہیں، ان کے ذریعے ہمارے مردوں کو بہانہ طریقے سے شہید کیا جاتا ہے، اگر ہمارے کچھ مرد بے غیرت ہیں وہ کافروں کے ساتھ لڑنے کو تیار نہیں تو کیا میں بھی ان کی طرح بے غیرت بن کر گھر بیٹھ جاؤں؟ کافروں کی عورتیں کفر پر اتنی نازاں ہیں اور جرات کرتی ہیں کہ وہ ہمارے گھر کے اندر ہمارے ساتھ لڑتی ہیں تو میں اتنی غیرت کا مظاہرہ کیوں نہ کروں کہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دوں۔ میرا آخری فیصلہ یہی ہے کہ میں اللہ تعالی کی رضا کے لئے فدائی حملہ کروں گی اور اپنے ارادے سے ہرگز دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

حافظ یاسین کہتے ہیں کہ اس جوڑی کے پختہ عزم کے بعد ہم نے ایک ایسے فدائی حملے کے منصوبے پر غور شروع کردیا کہ جس میں شوہر اور بیوی دونوں شریک ہوں۔

کامیاب منصوبہ بندی:

حافظ یاسین کا کہنا ہے کہ حملے کی جگہ کا تعین کرنے، اس کے لئے ضروری وسائل مہیا کرنے اور اپنے بڑوں سے مشاورت کرنے کے بعد منصوبہ اس طرح بنایا۔

قندہار کے ضلع ژڑی میں سنزری کے علاقے اتارک درہ کے مقام پر دو پہاڑوں کے درمیان میں خانہ بدوشوں کا ایک پرانہ اور خستہ حال گھر موجود تھا، اس گھر کی تعمیر کی گئی اور اس میں ایک خیمہ بھی نصب کیا، پھر چند فدائی مجاہدین وہاں بھیج دیئے اور انہیں کچھ ضروری سامان بھی دیا جیسے بچھونا، کپڑے، بچوں کا سامان وغیرہ۔ پھر فدائیوں کے حفاظتی گروپ نے مجاہدین کے گھر کے اردگرد بم نصب کر دیئے، گھر کے اندر بھی اور وہاں بھی جہاں ہیلی کاپٹروں کو اتارا جانا تھا، فدائی مجاہدین کیلئے بارود سے مضبوط واسکٹ بنائے گئے کیونکہ امریکی چھاپے کے دوران گھر میں موجود لوگوں کیلئے اسپیکر کے ذریعے اعلان کرتے ہیں کہ کمروں سے باہر نکل آئیں اور جب وہ باہر نکل آتے تو انہیں دور سے کہا جاتا ہے کہ دامن اوپر اٹھائیں، جب وہ دامن اٹھاتے تو پھر وہ مطمئن ہو جاتے کہ یہ فدائی مجاہدین نہیں ہیں، پھر جانوروں کی طرح یکدم دس، پندرہ اہلکار ایک شخص پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور بدترین تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد ان کی آنکھوں پر پٹیاں اور ہاتھ رسی سے باندھ دیئے جاتے۔ ہم نے منصوبہ اس طرح بنایا کہ میرے نمبر پر مسلسل رابطہ کیا جائے گا تاکہ محمود کا نمبر امریکی ٹریس کریں اور گھر پر چھاپہ ماریں گے جب وہ چھاپہ ماریں گے تو معمول کے مطابق محمود گھر سے باہر نکل کر دامن اٹھائے گا اور جب وہ (امریکی) مطمئن ہو کر اس کے قریب آئیں گے تو اس وقت واسکٹ کے ذریعے فدائی حملہ کیا جائے گا، حملے کے بعد جب وہ ادھر ادھر بھاگیں گے تو پہلے سے نصب شدہ بم پھٹ جائیں گے اور ان کی ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہو گا پھر جب وہ اپنے ہلاک اور زخمی فوجیوں کو منتقل کرنے کے لئے یہاں اکٹھے ہوں گے تو اس وقت محمود کی بیوی کمرے سے نکل کر ان پر فدائی حملہ کرے گی۔

امریکیوں کو اپنی ہی ٹیکنالوجی نے موت کی دعوت دے دی:

امریکی فوجی اہلکار موبائل فون نمبر کے ذریعے مجاہدین کا سراغ لگا کر ان پر چھاپہ مارتے ہیں، انہیں گرفتار یا شہید کرتے ہیں لیکن اس بار معاملہ برعکس تھا، نمبر کے ذریعے فدائی مجاہدین کا سراغ لگا کر انہیں شہید کرنے کی بجائے خود لقمہ اجل بن گئے۔

حافظ یاسین کا کہنا ہے کہ فدائی مجاہدین نے مسلسل گیارہ ماہ تک انتظار کیا، منصوبہ چند ماہ میں مکمل کر لیا، گھر کے اردگرد بم نصب کر دیئے گئے، گھر کے اندر اور باہر آس پاس جہاں ہیلی کاپٹر اترنے کا امکان تھا وہاں بم نصب کرنے میں بیس دن لگے، پیدل امریکی فوجیوں کے لئے ایک کڑی میں بندھے ہوئے ستر بم نصب کر دیئے گئے، منصوبہ کی تکمیل کیلئے فدائی مجاہدین وہاں پہنچ گئے اور گھر میں رہائش اختیار کر لی، فدائی خاتون نے گھر کے صحن میں ایک جھولا رکھا جس میں پتھر ڈال کر اسے جھلاتی رہتی۔

فدائی محمود میرے نمبر پر دن میں کئی بار رابطہ کرتا، فدائی مجاہدین نے گھر میں دس دن گزارے، ان کا معمول یہ تھا کہ رات کو چھاپے کی صورت میں حملے کے لئے چاک و چوبند کھڑے رہتے تھے جبکہ دن میں سوتے تھے۔ فدائی مجاہدین کی حفاظت مامور گروپ کے مجاہدین دن کو گھر کی حفاظت کرتے تھے اور رات کو تین کلومیٹر دور ایک غار میں گھر کا مشاہدہ کرتے تھے۔

5 اکتوبر کو امریکی فوجیوں نے رات دس بجے گھر پر چھاپہ مارا، حفاظتی گروپ کے ایک مجاہد نے بتایا کہ چار چینوک ہیلی کاپٹر اترے جن سے امریکی فوجی اتر کر پیدل گھر کی طرف چل پڑے، دس منٹ بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا، کچھ ہی دیر بعد مزید 8 دھماکوں کی آوازیں سنی گئیں، اس کے پندرہ منٹ بعد ایک اور زوردار دھماکے کی آواز ہم نے سنی اور اس کے بعد چار مزید دھماکوں کی آوازیں۔

حافظ یاسین نے بتایا: محمود نے منصوبے کے مطابق امریکیوں کے قریب آنے پر فدائی حملہ کیا، جس کے بعد بگدڑ مچ گئی وہ بوکھلا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے جن پر یکے بعد دیگرے مزید 8 بم پھٹ گئے جبکہ دوسرا زوردار دھماکہ شہید محمود کی بیوی نے اس وقت امریکی فوجیوں پر کیا جب وہ اپنے ہلاک اور زخمی اہلکاروں کو جائے وقوعہ سے منتقل کرنے میں مصروف تھے، اس کے بعد گھر کے سامنے نصب کئے گئے بم ان پر پھٹ گئے۔ حفاظتی گروپ کے ایک مجاہد نے بتایا کہ چھاپہ رات دس بجے مارا گیا، جب فدائی حملے ہوئے تو ہلاک اور زخمی فوجیوں کو منتقل کرنے کے لئے صبح تک ایمبولنس اور ہیلی کاپٹر پرواز کر رہے تھے۔

حملے میں دشمن کی ہلاکتیں:

محافظ گروپ کے مجاہد نے بتایا: سورج نکلنے کے بعد ہم فدائی مجاہدین کے گھر گئے جو مکمل طور پر تباہ ہوچکا تھا، گھر کا صحن اور ارد گرد کا علاقہ خون سے رنگین تھا، گھر کے اندر زیادہ خون اور گوشت کے ٹکڑے پڑے تھے، گھر میں ہم نے امریکیوں کے جسموں کے ٹکڑے، ہاتھ اور پاؤں بکھرے پڑے دیکھے جبکہ گھر کے اندر اور باہر بہت سارے انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے۔ بارہ دھماکوں کی علامات ظاہر تھیں، خون اور اعضاء سے معلوم ہو رہا تھا کہ دو فدائی حملوں میں پندرہ سے بیس تک فوجی ہلاک اور بارہ بم دھماکوں میں بیس سے زیادہ فوجی ہلاک ہوئے ہیں اور زخمیوں کی تعداد اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب امریکیوں کا ایک ٹینک تباہ ہوتا ہے تو ایک ایمبولنس ہیلی کاپٹر ہلاک و زخمی اہلکاروں کے لئے آتا ہے جبکہ یہاں رات دس بجے سے صبح سویرے تک سات گھنٹے مسلسل ہیلی کاپٹر پرواز کرتے رہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں بڑی تعداد و زخمیوں کی تھی۔

<u>دشمن کے رہ جانے والے جنگی آلات:</u>

محافظ گروپ کے مجاہد نے بتایا کہ جب ہم وہاں گھوم رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ دس سے زائد امریکی فوجیوں کی ٹوٹی پھوٹی بندوقیں پڑی تھیں، تین تباہ شدہ ویڈیو کیمرے ملے، لیکن جو کچھ صحیح سلامت مجاہدین کے ہاتھ لگا ان میں ایک عدد امریکی بندوق، ایک عدد توپ، ایک عدد راکٹ لانچر، ایک عدد ایم فور امریکی بندوق، تین عدد اندھیرے میں دیکھنے والی دوربین اور کثیر تعداد میں گولیاں شامل تھیں۔

<u>فدائی گھر تک امریکیوں کی آمد کی ناکام کوششیں:</u>

اس حملے کے پہلے روز امریکیوں نے ایک بڑے کانوائے کے ذریعے فدائیوں کے گھر تک پہنچنے کی کوشش کی تاکہ وہ اپنے فوجیوں کے اعضاء اور ان سے رہ جانے والا اسلحہ اپنے ساتھ لے جاسکیں لیکن وہ واپس چلے گئے، دوسرے روز حکومت کی حامی ملیشیا کے اہلکاروں کے ساتھ آنے کی کوشش کی لیکن راستے میں نصب کئے گئے بم ان پر پھٹنے سے ان کو شدید نقصان پہنچا، دو دھماکے امریکی فوجیوں پر اور دو حکومتی حامی ملیشیا پر ہوئے اور وہ واپس لوٹ گئے۔ پھر دوبارہ وہاں بچھائی گئی بارودی سرنگوں کی وجہ سے یہاں آنے کی ہمت نہ کی۔

<u>فدائی مجاہد کا پیغام:</u>

شہید محمود تقبلہ اللہ نے حملے سے قبل امت مسلمہ کے نام ایک پیغام لکھا تھا جو اس حملے کے منصوبہ ساز حافظ یاسین نے ہمیں دیا، پیغام کا متن کچھ یوں تھا۔

محترم مسلمانو! میں ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اور اللہ نے بہت دولت دی ہے، خاندان اور معاشرے میں لوگ میری بڑی عزت کرتے ہیں، یہ سب کچھ اللہ تعالی کی جنت کے بدلے فروخت کرتا ہوں، جنت میں اس وقت آدمی داخل ہوسکتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالی کو راضی کرے اور اللہ پاک اس وقت راضی ہوتا ہے کہ جب اس کے تمام احکامات پر عمل کیا جائے، جہاد بھی دیگر فرائض کی طرح ہم اور آپ پر فرض ہے، اللہ نے ہمیں جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور جو شخص اللہ پاک کا یہ حکم بجالاتا ہے تو بدلے میں اسے جنت ملے گی، انشاء اللہ

مسلمان بھائیو! اللہ کی راہ میں جہاد کے ذریعے اپنا مال، جان اور اولاد قربان کیجئے، کافروں کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں اور اپنے مجاہدین کی بڑھ چڑھ کر مالی امداد اور ان کے ہاتھ مضبوط کریں۔

"اے لوگو! اگر کوئی بادشاہ تمہارے گھر آنے کا ارادہ کر لے تو تم ہفتہ بھر پہلے گھر کو رنگ و روغن کرو گے، اسے صاف ستھرا رکھو گے تاکہ بادشاہ تمہارے گھر سے مطمئن اور خوش ہو کر جائے۔

تو پھر اے لوگو! وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے، جس کا رہنے کا گھر تمہارا دل ہے تو اپنے دل کو صاف ستھرا کیوں نہیں رکھتے۔

اے لوگو! اپنے دل کی بری خصلتیں جیسے حسد، بغض، اللہ کی نافرمانی اور نفرت کو نکال کر باہر پھینک دو۔ اس میں محبت کا بیج ڈالو تاکہ تمہارے دل میں اس عظیم ہستی کی محبت پیدا ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

جنگی جرائم {اکتوبر 2013}

تحریر: سید سعید

یکم اکتوبر ۲۰۱۳ء کو صوبہ ہلمند ضلع گرشک کے بیکچال بلوچ علاقے میں افغان اور غیر ملکی فوجیوں نے ایک مشترکہ کارروائی میں ایک شہری شہید کر دیا۔

۲ اکتوبر کو صوبہ زابل کے دارالحکومت قلات کے قریب خارجوی علاقے میں سواری کی ایک گاڑی پر افغان فورسز کی اندھا دھند فائرنگ سے تین شہری شہید ہو گئے۔

۲، اکتوبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع باغران میں پولیس کی فائرنگ سے دو خواتین شہید ہو گئیں۔

۴، اکتوبر کو پکتیا کے ضلع جانی خیل کے علاقے خنجکو میں حکومت کی حامی ملیشا نے پانچ افراد کو حراست میں لے لیا۔

۵، اکتوبر کو ننگرہار کے ضلع بہسود کے علاقے سراچہ میں قابض افواج کے فضائی حملے میں پانچ افراد جن کی عمریں ۱۴ اور ۲۰ سال کے درمیان تھیں شہید ہو گئے، گورنر کے ترجمان عبدالزی نے واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے میڈیا کو بتایا کہ ان افراد نے جلال آباد ائیرپورٹ کے قریب پرندوں کے شکار کرنے گئے تھے کہ نیٹو نے طالبان سمجھ کر ان پر فضائی حملہ کیا اور سب موقع پر جام شہادت کر گئے۔

۵، اکتوبر کو قابض افواج نے صوبہ میدان وردگ ضلع چک کے علاقے نیک پای میں شیر آغا نامی ایک شہری کے گھر پر نصف رات چھاپہ مارا، گھر کی تلاشی لی گئی مگر دھماکہ خیز مواد یا اسلحہ برآمد نہیں ہوا، انہوں نے بھاری مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ ایک خاتون سمیت ۸، افراد کو شہید جبکہ ایک خاتون سمیت پانچ افراد کو حراست میں لے لیا، اس واقع کی تائید حکومت کے صوبائی ترجمان عطاء اللہ خوگیانی نے بھی کی۔

مقامی لوگوں کے مطابق ایک ہفتے کے دوران قندہار اور اس کے مضافات میں پولیس نے طالبان کے شبہ میں چالیس افراد کو حراست میں لینے کے بعد شہید کر دیا جن کی لاشیں پرانے شہر، سرہ قلعہ اور محلہ نجات سے برآمد ہوئیں، نیز انسانی حقوق کی تنظیم نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں اس واقعے کی تائید کی ہے، رپورٹ کے مطابق حالیہ چند ماہ کے دوران قندہار میں سینکڑوں لوگ لاپتہ ہو چکے ہیں جن کو قتل کرنے کا اندیشہ ہے، رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ قندہار کے علاقے پنج کاریز کے چار افراد لاپتہ ہونے کے بعد ان کی نعشیں میرویس ہسپتال سے ملی ہیں، ایک عینی شاہد نے بتایا کہ پانچ دن پہلے پولیس کا ایک ٹینک آیا اور ان افراد کو حراست میں لے لیا جن کی لاشیں ملی ہیں۔

۷، اکتوبر کو میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ کے درانی اور محمد امین گاؤں میں قابض افواج نے چھاپہ مارا، گھر گھر کی تلاشی لی، مکینوں کو بھاری مالی نقصان پہنچایا اور جاتے ہوئے چار افراد کو حراست میں لیا۔

۷، اکتوبر کو صوبہ بلخ ضلع چمتال کے نزاری کے مقام پر قومی ملیشا کے اہکاروں نے ایک شہری یوسف ولد محراب کو شہید کر دیا، مقامی لوگوں نے بتایا کہ وہ کسی سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔

۷ اکتوبر کو قابض فوجی اہلکاروں نے صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے اونخی درہ کے حکیم خیل، یاویز اور سرہ قلعہ میں چھاپہ مارا، مکینوں کے گھروں کے دروازے بم دھماکوں سے تباہ کر گھروں کے اندر گھس گئے، لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ۸، افراد کو حراست میں لے لیا۔

مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ چھاپہ کے دوران انہیں بہت مالی نقصان بھی پہنچایا گیا، ایک مزدا گاڑی، ایک ٹونس اور چھ موٹر سائیکلوں کو حکیم خیل علاقے میں اور ایک ٹونس گاڑی کو یاویز گاؤں میں آگ لگا کر جلا دیا ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ گرفتار تمام افراد بے گناہ ہیں جن کا کسی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

۸، اکتوبر کو قابض افواج نے ننگرہار کے ضلع اچین کے پیشی گاوں میں نجیب اللہ نامی شہری کے گھر پر چھاپہ مارا، ان کو اہلیہ اور بیٹے سمیت شہید کر دیا جبکہ

دوسرا بیٹا اور بھتیجا حراست میں لے لیا مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ اس چھاپہ میں دشمن نے نقدر قم، قیمتی زیورات اور دیگر اشیاء بھی چوری کی۔

۸، اکتوبر کو صوبہ روزگان ضلع چنارتو کے لنگر اور پاتان علاقوں میں قابض افواج نے مقامی لوگوں پر چھاپہ مارا جو پندرہ روز تک جاری رہا جس میں انہوں نے معزز شہریوں، بوڑھوں، خواتین اور بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔

۸، اکتوبر کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار کے علاقے زیارت گاہ میں قومی ملیشیا کے کمانڈر رسول نے مشہور دینی عالم مولوی غلام نبی کو شہید کر دیا۔

۹، اکتوبر کو افغان پولیس اور قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے کوزبھار میں آپریشن کیا جو دو روز تک جاری رہا اس دوران مقامی لوگوں کو مارا، ان کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ان کے گھروں سے نقدرقم اور قیمتی اشیاء چھین کر لے گئے۔ صوبائی حکومت کے ترجمان عبدالزی نے بھی اس واقعے کی تصدیق کی۔

۱۰، اکتوبر کو فراہ کے ضلع بکوا کے علاقے گرانی میں قابض اور افغان فورسز نے مشترکہ کارروائی کے دوران ۸، افراد کو حراست میں لے لیا اور ان کے گھروں سے نقدرقم بھی چوری کر کے لے گئے۔

۱۱، اکتوبر کو قابض افواج نے قندہار ضلع ژڑی کے سنزری انارک کے مقام پر چھاپے کے دوران ایک عمر رسیدہ شخص لعل باز اور ان کے دو بیٹوں کو شہید کر دیا۔

۱۲، اکتوبر کو صوبہ دایکندی کے ضلع گیزاب میں پولیس اور قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے طالبان سے جھڑپ کے بعد سنگ شیخ کے علاقے میں بیس سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا۔ جس کے بعد ان کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا، دو گھروں کو آگ لگادی، جبکہ کئی گھروں سے نقدرقم اور قیمتی اشیاء چوری کی گئیں۔

۱۳، اکتوبر کو کونڑ کے دارالحکومت اسعد آباد کے قریب قابض افواج کے فوجی اڈے پر طالبان نے حملہ کیا جس کے بعد انہوں نے جوابی کارروائی کی جس میں دو معصوم بچے شہید اور پانچ افراد زخمی ہوئے۔

۱۴، اکتوبر کو جارحیت پسندوں نے صوبہ ہلمند ضلع نوزاد کے علاقے خاوی میں چھاپے کے دوران چار افراد کو گرفتار کر لیا۔

۱۶، اکتوبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرمسیر اور خانشین کے درمیان وزیر آباد کے مقام پر ڈرون حملے میں دو افراد شہید ہوئے۔

۲۰، اکتوبر کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے علاقے کنسک میں قومی ملیشیا کے اہلکاروں نے اپنے کمانڈر مہم جو کے انتقام کی پاداش میں چار حافظ قرآن بچوں جن کی عمریں چودہ سال سے کم تھیں کو شہید کر دیا اور سترہ افراد کو گرفتار کر لیا۔

۲۱، اکتوبر کو قندہار ضلع ارغسان کے علاقے باغ کلی میں پولیس نے دو افراد کو حراست میں لے لیا جن کی لاشیں ویرانے سے ملیں۔

۲۲، اکتوبر کو صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا کے علاقے ماتیان میں افغان فورسز نے ایک شہری کو شہید اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۲۵، اکتوبر کو صوبہ فراہ کے ضلع رود کے خم مسجد کے علاقے میں افغان آرمی نے چار افراد کو گرفتار کر لیا جبکہ ایک گاڑی کو آگ لگادی۔

۲۶، اکتوبر کو صوبہ روزگان کے صوبائی دارالحکومت کے قریب ناوے کے وچ کاریز علاقے میں پولیس نے مقامی لوگوں کی ایک گاڑی چوری کے شبہ میں روک دی، جس کے بعد پولیس اور مقامی تاجروں کے درمیان مسلح جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں دو افراد شہید اور چار زخمی ہوگئے جبکہ ایک پولیس اہلکار بھی جاں بحق ہوا۔

۲۹، اکتوبر کو صوبہ بغلان میں نیٹو کی بمباری سے دو شہری شہید ہوگئے نیز اسی تاریخ کو صوبہ زابل کے ضلع شاہ جوئی میں افغان اور قابض افواج نے ایک خاتون کو تشدد کا نشانہ بنایا۔

اقتباسات: [بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک نیوز ایجنسی۔ پژواک، لراوبر، بینوا، اسیا، روھی اور نن ٹکی ویب سائٹس]

***

شاھد

15 محرم
افغان عوام کی فتح کا دن

افغانستان کی تاریخ کے دو اہم واقعات (ہجری شمسی سال کے ماہ) میزان کے مہینے میں گزرے ہیں۔ جن میں سے ایک دن بدترین بدامنی اور تباہیوں سے افغان عوام کے نجات کا دن تھا اور دوسرا دن شدید تاریک طوفانوں اور ہنگاموں کے آغاز کا تھا۔ ساری دنیا جانتی ہے 1991 سے 1995 تک افغانستان میں بدامنی، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کے وہ واقعات ہوئے جس نے انسانی تاریخ میں انسانیت کے چہرے پر سیاہ بدنما داغ چھوڑے ۔ افغانستان کے ان جنگجوؤں نے خود یا بعض خود غرض پڑوسیوں کے ورغلانے پر مظالم اور شقاوت قلبی کے وہ مظاہرے کئے جو قیامت تک تاریخ کے سیاہ باب کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔

افغانستان کا اسلامی تشخص، جغرافیائی سرحدیں، ساڑھے پانچ ہزار سالہ قدیم تاریخ، قدرتی معدنی ذخائر، عوامی زندگی اور اجتماعی افغانی اسلامی غیرت کو انتہائی شرمناک اور باعث تذلیل حالات کا سامنا تھا۔ افغانستان دن بدن ٹکڑے ہونے جارہا تھا۔ رقص مردہ، خراسان جدید اور انسانی کتوں سے راہ چلتے لوگوں کو کٹوانے جیسے واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اب بھی تخت کابل کے گدی نشینوں کی رہنمائی سے شیعہ سنی کے بیچ مذہبی ہنگامہ آرائی، شمال اور جنوب کا اختلاف اور قومیت اور سمت کے مسائل نے لوگوں کو مسائل اور مشکلات میں ڈالدیا ہے۔ ایک طرف کمیونسٹوں کا خونخوار دور، دوسری طرف مجاہدین کے مقدس نام پر وہ دردناک مظالم ڈھائے جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جس کی وجہ سے کابل کی معصوم اور پاک دامن دوشیزاؤں نے اپنی عفت وعصمت بچانے کے لیے کئی منزلہ عمارتوں سے چھلانگ لگاکر خودکشیاں کرلیں۔ یہ ایسے واقعات ہیں جس کے کرنے والوں پر لعنت بھیجے بغیر دردمند ضمیروں کے دل ٹھنڈے نہیں ہوتے۔

ایسے حالات میں حیات انسانی ایسی قوت کے انتظار میں تھی جو اسے ان ساری تباہیوں سے نجات دلادے اور ساری ناگواریوں کا خاتمہ کردے۔

خوش قسمتی سے مدارس، مساجد اور خانقاہوں سے عوام کے نجات دہندہ لوگ سرخ شفق بن کر ابھرے، جس کی روشنیاں پورے افق پر چمکنے لگیں۔ عوام کو نجات دلانے، 15 لاکھ شہداء کی روحوں کو راحت بخشنے اور مظلوم عوام کو مسلح لٹیروں کی لوٹ مار سے بچانے کے لیے یہ تحریک 1415ھ 15 محرم الحرام کو شروع ہوئی۔ معاصر افغانستان کے بانی احمد شاہ ابدالی کے پایہ تخت اور تاریخی شہر قندہار میں اسلامی دنیا کے عظیم مجاہد، اسلام کے بہادر سپاہی اور عظیم رہنما محترم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے ہاتھوں پہلے اسلامی تحریک طالبان اور پھر امارت اسلامیہ کے نام سے اس کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے قندہار سپین بولدک میں غیر قانونی مسلح عسکریت پسندوں کا خاتمہ کیا۔ پھر قندہار میں کمیونسٹ بدمعاشوں کو وہ سبق سکھایا جو انہیں ہمیشہ یاد رہے گا۔ جہاد کے نام پر تقسیم کیا گیا اسلحہ واپس جمع کرنا، انارکی اور طوائف الملوکی کا خاتمہ، یتیموں کی اشک شوئی یہ سب طالبان کی پالیسی کی پہلی ترجیحات میں شامل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ افغان معاشرے میں برق رفتاری سے یہ تحریک بڑھنے لگی۔ اور وہ مخلص جہادی کمانڈر جسے عوام کی بربادی نے ہر وقت پریشان رکھا تھا وہ طالبان کے تعاون کے لیے پورے خلوص کے ساتھ تیار ہوگئے۔ انہوں نے طالبان کا مالی تعاون بھی کیا اور عسکری طور پر تحریک کا بھرپور ساتھ دیا۔ فتوحات کا یہ قافلہ احتساب اور جنگجوؤں کا صفایا کرنے کی پالیسی لے کر منزل بہ منزل آگے بڑھتا رہا۔

یہ روحانی کاررواں انتہائی سرعت سے پہلے جنوب مغربی، پھر جنوب مشرقی اور پھر مشرقی صوبے ننگرہار کی جانب سے عظیم کمانڈر ملا بور جان شہید رحمہ اللہ کی کمان میں کابل کے تاریخی شہر میں داخل ہوا۔ صدارتی محل پر وہ سفید جھنڈا لہرانے لگا جس کی جبین پر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا عظیم کلمہ زرین الفاظ میں درج ہے۔ بدقسمتی سے ملا بور جان کی زندگی نے وفا نہ کی اور کابل کے دروازے پر ان کی روح مالک حقیقی کی جانب پرواز کرگئی۔ مگر اللہ کے سپاہیوں نے ان کی یہ آرزو ادھوری نہ چھوڑی اور کابل کو شریر عناصر سے چھٹکارا دے کر ہی چھوڑا۔

ایک زندہ خیال کی طرح مجھے خوب یاد ہے جلال آباد کی جانب ملابورجان شہید کا لشکر تاریخی شہر ننگرہار پر فتح کن حملے کر رہا تھا۔ میں اس وقت مولوی خوشحال شہید (جو بعد میں کاپیسا کے گورنر بنے تھے) کی زیر قیادت خوست کے ضلع یعقوبیو میں تھا۔ مولوی عبدالاحد شہید جو امارت اسلامیہ کی حکومت کے دنوں میں ننگرہار کے ضلع "روداتو" اور "لال پوری" کے ضلعی گورنر رہے تھے، میں ان کے ہمراہ کسی جہادی کام سے حاجی ملا صاحب کے پاس پہلے لوگر اور پھر پکتیا ضلع گردیز چلا گیا۔ صوبائی سیکرٹریٹ میں ملابورجان کے مہمان خانے میں رات گزاری صبح ان سے ملاقات ہوئی۔ ننگرہار کا ایک جہادی کمانڈر جو اس وقت مجلس میں ہمارے ساتھ تھے انہوں نے ملابورجان شہید رحمہ اللہ کو تعاون کا اطمینان دلایا۔ ملابورجان رحمہ اللہ نے جواب میں کہا ننگرہار کے کمانڈر میرے ساتھ رابطے میں ہیں۔ تم لوگ ننگرہار میں طالبان کے داخلے کے وقت سفید پرچم لہراؤ۔ انجنیئر محمود سے ابھی میری بات ہوئی ہے اب بس کام مکمل ہو چکا ہے .... ملابورجان شہید رحمہ اللہ یہ حدیث بار بار دہراتے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نُصِرْتُ بالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ۔ بس اللہ تعالی کی مدد میرے ساتھ ہے۔ ایک ماہ کے فاصلے پر دشمن پر میرا خوف طاری ہے

وہ ملابورجان شہید، ملامشر اور طالبان تحریک کے دیگر رہنما اس وقت اس دار فانی میں نہیں رہے تھے مگر کابل، جلال آباد، مزار شریف اور دیگر حساس اسٹریٹجک مقامات فتح ہو گئے تھے اور وہاں اسلامی شریعت کا اقتدار قائم ہو چکا تھا۔ ہزاروں مجاہدین نے اپنے خون کا نذرانہ دے کر عوام کو ایسا مثالی امن دیا کہ صدر اسلام کے بعد جس کی مثال نہیں ملتی۔

وہ ایک وقت تھا جب دنیا طالبان کو امن کی فاختاؤں کے نام سے یاد کرتی تھی۔ عالمی دنیا ان کے تعاون کے لیے ان کے قریب آرہی تھی۔ مگر جب بات شریعت اور اسلامی نظام کی ہونے لگی تو سب پیچھے ہٹنے لگے۔ ایک ایسا مکمل شرعی نظام کسی سے برداشت نہ ہو سکا جو تمام اسلامی امت کی امامت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ کسی نے خواتین کے حقوق یا تعلیم کی تباہی کے بہانے، کسی نے القاعدہ کی موجودگی کسی نے کسی اور بہانے سے۔ اصل بات جس نے انہیں سیخ پا کر دیا تھا وہ خالص شرعی نظام کا خوف تھا جو مغربی کلیساؤں اور یہودی مذہبی حلقوں کو لاحق ہو گیا تھا۔

امارت اسلامیہ کو اقتصادی، عسکری، سفارتی اور سیاسی پابندیوں میں جکڑا گیا۔ انہیں ایسی کوئی مہلت نہیں دی گئی جس سے ترقی کی جانب مضبوط قدم اٹھائے جاتے۔ ملک کو بحرانوں اور جمود کے چوراہے پر کھڑا کیا گیا۔ تاکہ امارت اسلامیہ ترقی کی راہ سے ہٹ کر زوال کی راہ پر لگ جائے۔ حالانکہ امارت اسلامیہ نے ایک مکمل قانونی حکومت کی حیثیت سے عالمی اصولوں کے سارے تقاضے پورے کر دیے تھے۔ پھر بھی چند اسلامی ممالک کے علاوہ کسی ملک نے رسمی طور پر انہیں تسلیم نہیں کیا۔ افغانستان کے اکثر علاقوں پر امارت اسلامیہ کا قبضہ تھا۔ پوری عوامی حمایت انہیں حاصل تھی۔ دارالحکومت سمیت اہم شہر سارے کے سارے اپنے تصرف میں لائے۔ پھر کفریہ ممالک اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے نام نہاد اسلامی ممالک نے یہ قدم نہیں اٹھایا۔ اور مغربی راج کے سامنے سد سکندری بن گئے۔

پانچ سالہ بہانوں کے بعد ایسی اسلامی حکومت کسی سے برداشت نہ ہو سکی، اور سارے عالمی قوانین اور اصولوں کو توڑتے ہوئے جارحیت پسند فوجوں نے ایک آزاد اور خود مختار افغانستان کی سرحدوں پر یلغار کر دی۔ سخت مزاحمت کے بعد ہلاکت خیز ہتھیاروں کے ذریعے ایک بار پھر افغان عوام کو غموں کے ڈھیر پر بٹھا دیا گیا۔ امارت اسلامیہ کی قیادت نے اس جارحیت کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ یہ مقدس جہاد اب بھی جاری ہے اور جارحیت پسند اپنے عزائم میں ناکام اور شکست کی کھائی میں گرنے کو تیار کھڑے ہیں۔ یہ سلسلہ اب بھی پوری شدت سے جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

اوپر ذکر کردہ یادداشتوں میں ہم نے ذکر کیا کہ طالبان تحریک کا ظہور وقت اور حالات کا ایک مثبت رد عمل تھا۔ یہ ایک مسلح تحریک تھی جس نے افغانستان کو ٹوٹنے، بکھرنے، فسادات سے تباہ ہونے اور طوائف الملوکی کا شکار ہونے سے بچا لیا اور مسلمانوں کو صدر اسلام کی ایک حقیقی خوبصورت تصویر دکھا دی۔ یہی اسباب و عوامل تھے جو تحریک کے آغاز کا باعث بنے۔

طالبان کو کون لایا؟

یہ وہ سوال ہے جس کا جواب بہت آسان اور بہت واضح ہے۔ وہ یہ کہ طالبان ایک اسلامی اور قومی احساس کی بنیاد پر سامنے آئے ہیں۔ نہ انہیں کسی نے ورغلایا ہے اور نہ یہ باہر کا کوئی وارداتی گروہ ہے۔ بلکہ یہ حالات کا وہ فوری رد عمل تھا جس کے ریشے بہت کم وقت میں عوام کے بھرپور تعاون کی بدولت سپین بولدک سے اسلام قلعہ، تورخم اور شیر خان بندرہ تک پھیل گئے۔ جس نے اپنے ہم وطنوں کو قوم پرستی کی بجائے اخوت، بھائی چارے اور امن کا پیغام دیا۔

نہ کسی بیرونی جنرل نے اسے منظم کیا، نہ لندن کے سفارت خانے یا کسی اور بیرونی محور کے اشارے، دولت یا اسلحوں سے اس تحریک کی تنظیم سازی کی گئی ہے۔ اگر کچھ مزید تحقیق میں جائیں تو تحریک اسلامی طالبان بہت پہلے سے "جمعیت طلبہ اہل السنت والجماعت" کے نام سے موجود تھی۔ اس تنظیم کی صوبائی، ضلعی اور علاقائی شوری بھی فعال تھی۔ روس کے خلاف

لوگوں کے جہادی جذبات بہت گرم تھے۔ ایک عینی شاہد کے طور پر وہ رکنیت فیس یا ماہانہ چندہ اب بھی مجھے یاد ہے جس کی ادائیگی زمانہ طالب علمی میں تہی دستی اور کسمپرسی کے باوجود صرف اس تحریک کو مضبوط کرنے کے لیے ہم کرتے تھے۔ اسی دور میں جنوبی علاقوں میں طلبہ کے بڑے بڑے جہادی محاذ پہلے سے موجود تھے، جو کیمونسٹوں کی شکست کے بعد غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہو کر غیر منظم ہوگئے تھے اور کسی نئی تحریک اور بیداری کے منتظر تھے۔ دینی مدارس اور جامعات میں جمعیت طلبہ اہلسنت والجماعت کی تحریک اور طلبہ کے سابقہ جہادی محاذ ساتھ ساتھ کام کر رہے تھے۔ ایک اسلامی امارت کے قیام نے ان جماعتوں اور محاذوں کو ایک نتیجے پر منتج کر دیا۔ اس لیے طالبان تحریک کی اٹھان کے اسباب اجنبی نہیں داخلی تھے جس نے ایسی روشن تحریک کی شکل اختیار کر لی۔

طالبان کے مالی اور عسکری ماٰخذ:

امریکی جارحیت کے خلاف جاری حالیہ جہاد کے دوران امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے جتنے مالی منابع اور مآخذ کام کر رہے ہیں پہلے اس سے بھی زیادہ تھے۔ اس لیے کہ ملک کے مخلص صاحب حیثیت اور عسکری حضرات کے پاس جو اسلحہ اور رقم تھا وہ انہوں نے طالبان تحریک کے حوالے کر دیا اس لیے کہ وہ جنگجو فسادیوں سے تنگ آچکے تھے۔ وہ جن کی جان، مال، عزت اور ناموس کو غیر قانونی شدت پسند جنگجوؤں سے خطرہ تھا انہوں نے طالبان کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنے سے گریز نہیں کیا۔

طالبان اور شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ:

اس میں شک نہیں کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ ایک عالمی مجاہد اور تمام اسلامی ممالک کی آزادی کے قائل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ فلسطینیوں کو اپنا حق دیا جانا چاہیے۔ جزیرہ عرب سے خارجی افواج کو نکالا جائے اور افغانستان میں بھی ایک اسلامی نظام کا قیام ہونا چاہیے۔ مگر یہ بات کسی کو بھولنی نہیں چاہیے کہ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ طالبان سے پہلے بھی افغانستان میں موجود تھے۔ عبداللہ عزام شہید رحمہ اللہ کے ہمراہ روسیوں کے خلاف سالہا سال تک بے دریغ قربانیاں دیں اور اسی وقت سے کچھ جہادی تنظیموں کے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ طالبان نے اگر پوری جوانمردی اور بہادری سے آخری سانسوں تک ان کی حفاظت کی اور بالآخر اپنی سلطنت بھی اس پر قربان کر دی تو اس کی وجہ صرف اور صرف دین اسلام کا حکم اور افغانی روایات تھیں۔ طالبان نے آخری سانس تک جس کی لاج رکھی اور ہر طرح کے سیاسی اور فوجی دباؤ کو مسترد کیا۔ ایسی بات کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ طالبان نے شیخ اسامہ کو عالمی تحریکوں اور کارروائیوں کے حوالے سے کوئی ہدایات دی ہوں۔ وہ یہاں ایک مہمان تھے اور عالمی مسائل میں آزاد تھے۔ وہ یہاں تھے تو اپنے عالمی جہادی منصوبے وہ خود ترتیب دیتے تھے طالبان نے کبھی اس میں دخل نہیں دیا اور نہ طالبان کو اس حوالے سے کوئی اطلاع ہوتی تھی۔

نیویارک کا واقعہ اور طالبان کی بے خبری:

جب عالمی تجارتی مرکز اور پینٹاگون پر حملہ ہوا تو طالبان نے اس سے بے خبری ظاہر کی، دنیا کے دیگر ممالک کی طرح انہیں بھی حیرت تھی کہ یہ واقعہ کس نے ترتیب دیا تھا؟ بلکہ اس حوالے سے امارت اسلامیہ ایک مذمتی اعلامیہ بھی نشر کر دیا۔ جارج ڈبلیو بش جو پہلے سے امارت اسلامیہ کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا اسے اچھا موقع ہاتھ آگیا۔ اس نے عالمی دنیا میں اعلان کر دیا کہ یا تو ہمارے ساتھ ہو جاؤ یا القاعدہ کے ساتھ۔ ایک پریس کانفرنس میں تو اس نے صلیبی جنگ کے آغاز کے الفاظ بھی استعمال کیے جس پر بعد میں شدید تنقید بھی کی گئی۔ امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ کیا گیا۔ یہ اس دور کی اپنے طرز کی ایک انتہائی غیر متوازن جنگ تھی۔ مگر طالبان نے اس جنگ کو بھی پیٹھ نہیں دکھائی۔ آج یہ اپنی شکست کا خواب دیکھ رہے ہیں، انہیں رسوائی کا سامنا ہے۔ افغانستان پر حملہ ایسے حالات میں کیا گیا کہ انہیں نہ گیارہ ستمبر کی خبر تھی اور نہ وہ اس میں ملوث رہے تھے۔

امریکا اور بدنام زمانہ شمالی اتحاد:

شمال کے بدنام زمانہ اتحاد میں رستمی، کیمونسٹ اور افغانستان کی تقسیم کے لیے متعین کردہ کچھ بیرونی ایجنٹ شامل تھے۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے انہیں پنجشیر کے درے تک دھکیل دیا تھا۔ مگر امریکیوں کی دوستی اور اس بار روسیوں کی جگہ امریکہ کی غلامی قبول کرنے کے بعد وہ پھر سے جمع ہوگئے۔ اور امارت اسلامیہ کے خلاف بی 52 طیاروں کے سائے میں امریکیوں کے پیادہ فوجی بن کر طالبان کے خطوط پر حملہ آور ہوگئے۔ طالبان کی طاقت کا اندازہ انہیں پہلے بھی تھا اس لیے برہان الدین ربانی کی بات اب بھی مجھے یاد ہے جو اس نے وائرلیس پر امریکی جرنلوں سے کہی کہ: تم لوگ جو بم گرا رہے ہو طالبان پر یہ بہت چھوٹے ہیں۔ ان سے آپ طالبان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اس سے بھی بڑے بم گراؤ ان پر........

حالانکہ افغان عوام، بیوائیں، یتیم اور مخلص مسلمان آنسوؤں سے تر گریبان چاک کیے بیٹھے تھے۔ انہیں تنظیموں کے دور میں آئے ہوئے عرب مجاہدین کے خاندان بے آسرا ایک خدا کے دربار میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے بیٹھے۔ بارود کے دھوئیں میں ان کے چہرے ایسے چھپے تھے کہ پہچانے کے قابل نہیں رہے تھے۔ محترم استاذ!! کا دل پھر بھی ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا......... وہ اس سے بھی بڑے بڑے بموں کا مطالبہ کر رہے تھے .... دوسری طرف

دوستی ملیشیانے بھی طالبان کو فریب دیا۔ طالبان کے ساتھ بڑے انسانی غدر کا ارتکاب کیا۔ مصالحت کے بعد تمام مجاہدین کو گھروں تک پہنچانے کا وعدہ کرنے کے بعد ان میں سے بعض کو قلعہ جنگی میں انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا گیا بعض رہنماؤں کو امریکا کے حوالے کیا، ہزاروں مجاہدین کو کنٹینروں میں بند کر کے یا زندہ دفن کر کے شہید کر دیا گیا۔ یہ شمالی اتحاد ہے اور یہ ہے اس کا بھیانک روپ!! اب بھی یہی اتحاد اسلامی نظام کا راستہ روکنے کے لیے طالبان کی سخت مخالفت کر رہا ہے۔ مگر اس کے مقابلے میں طالبان اپنے رسمی پالیسیوں میں ان کا ذکر بھی نہیں کرتے۔

طالبان کی کامیابیاں:

امارت اسلامیہ کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ جس طرح انہوں نے اپنے عوام سے جو وعدہ کیا تھا اسی طرح کر دکھایا۔ افغانستان میں اسلامی شریعت کا نفاذ کیا گیا۔ وہ ملک جسے ہر طرف سے ٹوٹنے بکھرنے کے خطرات لاحق تھے طالبان نے پوری ہوشیاری سے اسے اس بلا سے بچائے رکھا۔ کمانڈروں کی طوائف الملوکی اور شر وفساد سے افغان عوام کو نجات دلایا۔ ایسا مثالی امن قائم کیا کہ صدر اسلام کے بعد کسی نے اس کی مثال نہیں دیکھی تھی۔ معیشت اور اقتصادیات کی مٹی ہوئی بنیادوں کو پھر سے اٹھانا شروع کیا۔ ایک باقاعدہ ملک کے طور پر کوشش کی کہ علاقائی ممالک اور دیگر بیرون ممالک کے ساتھ تعلقات پیدا کیے جائیں۔ بدقسمتی سے جہاد اور اسلام کی وجہ سے مقابل جانب سے جفاکاری کی گئی۔ اس کے باوجود امارت اسلامیہ نے کامیابی حاصل کرلی اور اس حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور آج وہ سرخرو ہے۔ 56 ممالک کے اقتصادی اور فوجی تعاون کے باوجود آج نظر آرہا ہے کہ ان کامیابیوں کا دور تک اتہ پتہ نہیں، جو کامیابیاں طالبان نے حاصل کی تھیں وہ خارجی فوجی اور ان کے غلام آج تک حاصل نہیں کر سکے ہیں۔

جارحیت کے بعد امارت اسلامیہ اور طالبان:

فوجی جارحیت کے بعد امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے جیسا کہ ان کا عزم تھا جہاد اور دفاع کا آغاز کر دیا۔ اپنے دین، ناموس اور زمین کی آزادی کے لیے فدائی حملوں کا آغاز کر دیا۔ مسلسل حملوں نے ملک کے تمام حصوں میں موجود اہم مقامات کا احاطہ کیا۔ الحمد للہ مکار دشمن زخموں سے چور چور ہو چکا ہے۔ اور فرار کے علاوہ اسے کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔ جارحیت پسندوں نے اگر 2014 میں اپنی فوج افغانستان سے فوجی انخلاء کا اعلان کیا ہے تو یہ انہیں فدائی حملوں کی برکت ہے۔ وہ دن دور نہیں جب 15 محرم کی طرح ایک سفید لشکر کابل کے صدارتی محل پر چڑھ دوڑے گا اور افغان عوام کو جارحیت کے خاتمے اور ان کے پنجوں سے آزادی کا مژدہ سنائے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

بقیہ از: نظریات کی کہانی

ان کے تمام غیر ملکی تعلیمی ادارے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے وقف ہیں۔ انگریزی کے پردے میں مسلمانوں کو دو سو سال سے الحاد کی تعلیم دی جارہی ہے۔ یہ دعویٰ سراسر جھوٹ کی پوٹ ہے کہ "مغربی دنیا تعلیم کو اپنے نظریات پھیلانے کے لیے استعمال نہیں کرتی، اس لیے ہمیں بھی " روشن خیالی اور وسعت ظرفی" سے کام لے کر چودہ سو سال پہلے نمودار ہونے والے مذہب اسلام کے نظریات کو بچوں کی تعلیم میں داخل کر کے اسے بوجھل نہیں بنانا چاہیے۔

تُف ہے ایسے لوگوں کی اس گھٹیا سوچ پر، جو لینن کے اس چشم کشا قول کو نہیں جانتے... " ہم اسکول کی دنیا سے جو کام لینا چاہتے ہیں وہ بورژوا (سرمایہ دار) طبقے کا خاتمہ ہے، اور ہم صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ زندگی اور سیاست سے الگ نام کا اسکول ایک صریح جھوٹ اور فریب ہے۔ وہ الحاد اور اپنے سراسر باطل، ناحق نظریات کی تعلیم جبراً اور ڈنکے کی چوٹ پر دیں اور مسلمان ممالک دین حق کی تعلیم دیتے ہوئے شرمائیں۔

وضع میں ہو تم نصاریٰ اور تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں، جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

یہ سن کر غازی صاحب کہنے لگے:... بالکل یہی بات ہے۔ مصری فوج کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اسرائیل کی صف اول کی دشمن فوج مصر تھی۔ گویا اس نے سابقہ خیر کے زمانے میں تمام عرب کی طرف سے اسرائیل کے ساتھ دشمنی، نفرت اور لڑائی جھگڑوں کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔ لیکن جب اس امریکی لے پالک نے اپنی محبت کے ڈورے ڈالے، تو اس کا سب سے بڑا حلیف بھی یہی بنا۔ اور آج اسی دوستی کے ناسور نے مصری عوام کے "مسلم جسد" کو شل کر کے رکھا ہوا ہے۔

فیاللعجب! یہ کیسا تعجب کا مقام ہے۔ مسلمانوں نے اپنی اولاد کو جب سے نظریاتی تعلیم دینا ترک کر رکھی ہے، تب سے تو غدار پیدا ہوتے ہیں، پھر بعد میں روتے ہیں کہ ان میر جعفر کے حرام خور بیٹوں کی غداری نے "اسلامی جمہوریہ" کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا دیا گیا ہے۔ نمونۂ عمل نا بنو گے تو ظاہر ہے، نمونۂ عبرت بننا پڑے گا۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

سیاف آج اور کل

میوند سادات

کل مجھے خدا کی راہ کا مجاہد کہتے تھے، میرے جنگ کی ایک ساعت دوسروں کی ستر سالہ عبادت سے افضل تھی۔ ایک ساعت کی نیند شب زندہ دار عابدوں کے عبادت کے برابر تھی۔ میں ستر گناہگاروں کا شفاعت کرنے والا تھا۔ درجنوں حوریں میرے خون کے تل لگاتیں۔ میرے لیے مسہریاں سجاتیں، خوبصورت باغ تھے۔ شہد اور دودھ کی شفاف نہریں تھیں۔ اگر میں مار دیا جاتا تو میں شہید ہوتا، زندہ رہتا تو غازی ہوتا۔

سیاف! کل تم جس کتاب اور جس راہنما کی ترجمانی کر رہے تھے یہ سچ تھا۔ میں اب بھی اسی پر ایمان رکھتا ہوں کیوں کہ نہ وہ کتاب بدلا ہے نہ راہنما بدلا ہے، اور نہ کوئی اور کتاب اور راہنما آنے والا ہے۔ میں اپنی موقف پر قائم وہی پرانا مجاہد ہوں۔ کل اور آج میں اتنا ہی فرق ہے کہ میں کل کمیونزم اور سوشلزم آج سیکولرازم اور کیپٹل ازم سے بغاوت کر کے اپنے وطن، دین اور ناموس کی حفاظت کے لیے کھڑا ہوں۔ کہو کس دلیل کی بنیاد پر میرے جہاد کو دہشتگردی اور مجاہد کو دہشت گرد کہہ رہے ہو۔ میرے قتل کا فتوی دیتے ہو، پھانسی کے تختے پر چڑھاتے ہو اور میری لٹکی ہوئی لاش کو درس عبرت اور امن کا باعث قرار دیتے ہو۔

میں جانتا ہوں میرے استشہاد کو تجاہل عارفانہ کے ساتھ خودکشی قرار دے رہے ہو، میری بغاوت کا سبب تم خوب جانتے ہو مگر بڑی ہٹ دھرمی سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو، انداز غلامی سیکھنے کے لیے لیکچرز دیتے ہو، کیوں کہ تم حقیقت کی خوبصورت دنیا سے مادیت کی تاریکی کی طرف کوچ کر چکے ہو۔

شیخ! کل تمہارے تکبیر کے زمزمے مشرق وسطی میں گونج رہے تھے۔ تمہارے "واعتصماہ" کی دل دوز چیخیں دلوں پر چرکے لگا کر گزر جاتیں۔ مگر آج تمہارے گردن میں غلامی کی زنجیر کی جھنکاریں سنائی دے رہی ہیں۔ تمہارے قصروں اور محفلوں سے شراب کے بھبوکے اٹھتے ہیں ایف سولہ اور بی باون طیاروں کے زور پر آنے والے وحشی جارحیت پسندوں کو تم مستامن کہتے ہو۔ کروز کے سائے میں پلنے والی ملیشیا کو مجاہد کہتے ہو۔ اور کابل میں پیراشوٹ کے ذریعے اترنے والی انتظامیہ کو اسلامی اور قومی حکومت کا نام دے رہے ہو۔ تمہیں آج ابو غریب، گوانتاموبے، بگرام اور ..... میں مظلوم مسلمان خواتین کی چیخیں سنائی نہیں دے رہیں۔ گولیوں سے چھلنی قرآن پاک دکھائی نہیں دیتا۔ تمہارے بہت قریب بگرام میں آگ کے وہ شعلے تمہیں کیوں نظر نہیں آتے جس کی راکھ میرے قرآن کے مقدس اوراق ہیں۔ کل کی طرح آج بھی ایسے حرکت کرنے والوں کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھا رہے۔ اسلحہ نہیں اٹھا سکتے جہاد کا اعلان تو کر سکتے ہو۔ میں جانتا ہوں تم سے یہ امید وقت کا ضیاع ہے۔ کیوں کہ تمہارے جسم پر آج اگرچہ بیرونی کھال وہی پرانی ہے مگر تمہارا

اندر بالکل مسخ ہو چکا ہے۔

سیاف! میں بھی اسی درسگاہ نبوی کا طالب علم ہوں جو کبھی مورچے اور کبھی مسجد میں فروکش نظر آتا، پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی محاذوں میں جانے سے میں نے دریغ نہیں کیا۔ ابوہریرہ، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود، حبشی، صہیب رومی، یاسر، عمار اور خبیب رضی اللہ تعالی عنہم جس پر چلے تھے میں بھی اسی راہ کا مسافر ہوں، گرم ریت، پتھر کے انبار اور گرم تیل میں تل جانا یہ تکلیفیں جنہوں نے برداشت کیں مگر احد احد کی صدا سے ان کی زبان خاموش نہ ہو سکی۔ جعفر بن ابی طالب، براء بن مالک، عوف بن عفراء، عمیر بن حمام، طارق ابن زیاد اور موسی بن نصیر کے نقوش پا پر چل رہا ہوں جو کفر اور فساد کے خاتمے کے لیے دشمن کے بیچ میں پہنچ جاتے۔ قتیبہ بن مسلم، محمد بن قاسم، ایوبی، زنگی، قطز، غزنوی اور..... رحمہم اللہ اجمعین کی راہ پر چل رہا ہوں جنہوں نے صلیبیوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا، جنہوں نے قدس کو آزادی دلائی، ترکستان سندھ اور ہند کو فتح کر ڈالا اور سومنات کو منہ کے بل گرا دیا۔

شیخ! میں ان کا سچا خلف ہوں جنہوں نے خدا اور رسول کے دشمنوں کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ فارس اور روم کے بتکدے اور آتشکدے جنہوں نے تباہ کر ڈالے۔ جن کی ضربوں نے لات اور منات کو سر کے بل گرا دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی سبک رفتاری میں یورپ اور مشرق بعید تک پہنچ گئے تھے۔ جنہوں نے خون، پسینہ اور آنسو بہا کر اسلام کی روشن شمع سے دنیا کو روشن کر ڈالا۔ جن کی قربانیوں کی بدولت اسلام کا عظیم پرچم جبل طارق، کوہ ہمالیہ اور ہندوکش پر اپنی پوری آب و تاب سے لہرانے لگا۔

جی ہاں! میں اب بھی اسی رہنما اور اسی کتاب کے حکم پر اور اسی کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہوں، اسلام اور وطن کی دفاع کے لیے اپنے آپ سے بم باندھتا ہوں، صلیبی جارحیت پسند دشمن کے مضبوط سے مضبوط مراکز میں گھس کر انہیں تباہ کرتا ہوں، ان کی کھوپڑیاں اڑاتا ہوں، لندن اور واشنگٹن میں بیٹھے ان کے سربراہوں کی نیندیں حرام کرتا ہوں مگر افسوس..... شیخ! تم بدلے بدلے سے، مسخ شدہ سے اور دھتکارے ہوئے راندے سے نظر آتے ہوئے!

■ ■ ■

گناہوں کے خوفناک انجام اور ترغیب جہاد

بے پردہ عورت کی ہولناک سزا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے آئے، تو واپسی میں فرمایا میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ وہ جہنم کے اندر اپنے بالوں کے ذریعے لٹکی ہوئی ہے۔ اس کا جسم جل رہا ہے، اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہے۔ اب بتاؤ بھئی! بالوں سے اگر کسی نوجوان کو پکڑ لے تو اس کے بھی آنسو آجاتے ہیں۔ عورتوں کے بال ویسے بھی ذرا لمبے ہوتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ معصوم بچہ بھی ماں کے بال کھینچے، تو ماں کے آنسو نکل آتے ہیں۔ تو جب کھینچنے کی تکلیف اتنی ہوتی تو اگر پورا گردن بالوں پر ہو گا اور اس پر لٹکایا جائے گا تو پھر کیا بنے گا؟ اور پھر جہنم کی آگ میں جلے گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا۔ یہ روسٹ کیسے ہوتا ہے؟ مشین لگی ہوتی ہے اور آگ میں گھوم رہا ہوتا ہے، مجھے تو وہی منظر نظر آتا ہے۔ اللہ تعالی بھی بالوں کے بل لٹکائیں گے اور نیچے آگ جل کے جسم کو روسٹ کریں گے۔
پوچھا گیا نبی پاک سے کہ کس کے لئے اتنی سزا ہو رہی تھی؟؟؟
جس پر آپ نے فرمایا
یہ وہ عورت تھی کہ جو اپنے بالوں کو کٹواتی تھی اور بے پردہ گھومتی تھی، ننگے سر گھومتی تھی۔ (الزواجر)
حوالہ:
گناہوں کا خوفناک انجام۔۔۔ صفحہ – 223

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	121	1	16	15	137	28	41	8	0	1
-2	ہلمند	164	4	47	18	303	140	60	10	5	2
-3	غزنی	48	0	2	0	108	36	35	3	5	0
-4	خوست	38	1	0	0	28	34	4	1	0	1
-5	نورستان	11	0	0	0	6	1	1	0	0	0
-6	میدان وردگ	72	0	2	1	107	60	26	0	0	0
-7	کونڑ	69	0	5	4	68	68	12	4	1	0
-8	پکتیکا	55	1	0	0	67	80	15	1	2	0
-9	زابل	90	1	3	0	92	35	53	1	1	0
-10	لوگر	68	0	20	16	74	38	16	2	3	0
-11	کاپیسا	13	0	0	0	20	10	4	0	0	0
-12	روزگان	31	0	0	0	30	24	11	3	1	0
-13	پکتیا	61	0	4	4	83	77	19	0	1	0
-14	فراہ	33	0	4	10	56	42	13	1	4	0
-15	کابل	26	1	10	2	17	7	19	1	0	1
-16	ننگرہار	97	0	2	2	183	232	34	3	6	0
-17	لغمان	27	0	3	0	38	30	14	0	0	0
-18	ہرات	48	0	3	0	59	29	22	4	5	0
-19	نیمروز	27	0	0	0	24	20	7	0	4	0
-20	بادغیس	14	0	0	0	27	19	2	1	2	0
-21	قندوز	25	0	0	0	16	18	6	1	1	0
-22	بغلان	27	0	4	0	38	23	17	0	0	0
-23	فاریاب	14	0	0	0	31	16	3	1	5	0
-24	غور	6	0	0	0	1	2	0	4	2	0
-25	پروان	35	0	9	15	57	46	16	1	0	0
-26	تخار	3	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-27	سمنگان	1	0	0	0	5	2	1	0	0	0
-28	بدخشان	4	0	0	0	22	16	0	2	0	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	4	0	0	0	7	6	0	0	0	0
-31	سرپل	5	0	0	0	30	15	0	0	2	0
-32	دائی کنڈی										
-33	جوزجان	3	0	0	0	10	11	0	1	2	0
-34	پنجشیر	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
مجموعہ		1240	9	134	87	1744	1165	451	53	52	5

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1-زابل میں ایک ڈرون طیارہ 2-لوگر میں ایک ڈرون طیارہ. 3-پروان میں تین طیارے.

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

اے دنیا والو اور میرے وطن کے باسیو!

مجھ پر یہ لازم ہے کہ ایک مرتبہ پھر افغانستان کے مستقبل کے بارے میں واضح کردوں کہ اسلامی نظام کا قیام اور مکمل آزادی کا حصول، یہ دو ایسی بنیادی اقدار ہیں کہ جن پر ہم کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس لیے کہ افغان قوم نے گزشتہ اور موجودہ ادوار میں انھی اقدار کے تحفظ کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں اور تباہیوں کو جھیلا ہے، اور انہی دو اہداف کے حصول کے لیے لاکھوں شہداء کی قربانی دی ہے۔ پس چاہیے کہ اس خوددار قوم کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی امنگوں کے مطابق خود مختار اسلامی نظام تشکیل دے سکے۔

ملک کے داخلی نظام اور تعمیر نو کے حوالے سے ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ صاف، شفاف اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ "اسلامی نظام" کے سوا اس بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ افغان قوم کو چاہیے کہ وہ غیر ملکی امداد اور صلاحیتوں پر اعتماد کرنے کی بجائے ملک کی خدمت کے لیے اپنے داخلی وسائل سے فائدہ اٹھائے تاکہ ہم ان المناک حالات سے نکل سکیں۔ اور عوام الناس کو چاہیے کہ نئی نسل کو دینی اور عصری دونوں طرح کے علوم سے آراستہ کریں، اس لیے کہ دورِ حاضر میں علوم جدیدہ کا حصول بھی سماجی بحالی کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

2nd Year November,December 2013

عالیقدر امیر المومنین حفظہ اللہ کی خصوصی نگرانی میں تعمیر ہونے والا قندہار عید گاہ کا دلکش گُنبد،

جس سے آج بھی اسلامی نظام کے بہار آفریں دور کی یاد تازہ ہوتی ہے۔